إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مُؤْنَةً

"بے شک برکت کے لحاظ سے عظیم نکاح وہ ہے جس میں مشقت سب سے کم ہو۔" (احمد: 6/145)

معاشرے کی پیروی کروں..... یا رب کی.........؟

استاذہ رضیہ مدنی

اسلامک انسٹیٹیوٹ

91 بابر بلاک، گارڈن ٹاؤن لاہور

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے

آیئے...!

غیر مسنون نکاح کا بائیکاٹ کریں۔۔۔۔

رب کی رضا کے حصول کے لیے۔۔۔۔

معاشرے کے فرسودہ رسم و رواج کو چیلنج کریں۔۔۔۔

استاذہ رضیہ مدنی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا (اقبال)

ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ کرسٹل آرٹ لاہور 0336-4697873-1

فہرستِ مضامین

پہلا باب......................................نکاح

دوسرا باب.......... نکاح کے سلسلے میں رشتے کے انتخاب کے آداب

دسواں باب.........................زوجین کے حقوق و فرائض

گیارہواں باب..................شیطانی ہتھکنڈے اور ان کا علاج

بارہواں باب..............................طلاق

حوا کی ان بیٹیوں کے نام

جو معاشرے کی فرسودہ رسموں کی

بھینٹ چڑھا دی گئیں اور گھر/خاندان کی

خوشیوں سے محروم رہیں۔

دل کی باتیں

ہمارے معاشرے میں نکاح و شادی کا لفظ سامنے آتے ہی رسوم و رواج کا ایک وسیع و عریض سلسلہ ذہن میں آتا ہے۔ جس میں بہت سے مال، وقت اور صلاحیتوں کا اسراف ہوتا ہے۔ شادی ایک تجارت ہے جس میں دولہا والے دل بھر کے دلہن والوں کا استحصال کرتے ہیں۔ بھاری بھر کم جہیز کا مطالبہ کرنا، شرعی مہر سوا32 روپے رکھنا، لمبی بارات لانا، مہنگے ہوٹلوں میں ان کی میزبانی کروانا، اس استحصال کا حصہ ہیں۔ شادی کے موقعہ پر ساس اور نندیں یہ توقع رکھتی ہیں کہ انہیں سونے کے سیٹ اور قیمتی جوڑوں کے تحائف دیے جائیں۔ اس طرح طلاق کے سلسلے میں 3 طلاقیں اکٹھی دینا، حلالہ کرنا، طلاق کے موقع پر جہیز تک روک لینا، غرض کہ زیادتیوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو عورت کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے۔ اس نے زندگی کے ہر پہلو میں بہترین توازن قائم کیا ہے۔ شادی کو فریقین کے درمیان محبت اور رحمت قرار دیا ہے۔ ہم نے دین کے اس پہلو کو آئندہ صفحات میں نمایاں کیا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ یہ تمام ہدایات قرآن وحدیث میں واضح طور پر موجود ہیں۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ تمام حقائق کو دلائل کے ساتھ واضح کیا جائے۔ قرآن کی آیات سے استشہاد کیا گیا ہے۔ احادیث کے بارے میں کوشش کی گئی ہے کہ وہ مستند ہوں۔ ان تمام حقائق سے آگاہی وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ حقائق ایک بہتر معاشرے کی بنیاد رکھتے ہیں۔ خاص طور پر دین کا یہ پہلو کہ وہ نہ صرف لڑکی والوں پر مالی بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ لڑکے والوں کے لیے بھی نکاح کو مالی اور معاشرتی طور پر بہت آسان کر دیتا ہے۔

آج ہمارے معاشرے میں فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے۔ گینگ ریپ اور زنا کے واقعات عام ہیں، بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کا ایک وسیع سلسلہ ہے جو ختم ہونے کے بجائے بڑھتا جا رہا ہے۔

اہل دل!

اندازہ کریں ایک ۴ ماہ کی بچی کو بھی اس کی ماں کی غیر موجودگی میں جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ ۸۰ سال کی عورتوں کو بھی بخشا نہیں جا رہا بلکہ آج کل انٹرنیٹ پر ایک شخص کی ویڈیو موجود ہے جس نے ۳۷ مردہ خواتین کے ساتھ حرام کاری کی۔ بہت سی دیگر وجوہات کے علاوہ اس کی بڑی وجہ نکاح کا مشکل ہونا ہے۔ جس معاشرے میں نکاح آسان ہوتا ہے۔ وہاں زنا مشکل ہوتا ہے اور جس معاشرے میں نکاح مشکل ہوتا ہے وہاں زنا آسان ہوتا ہے۔

ہم نے اس کتاب کو دردمندی کے اسی احساس کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ یہ اصل میں کچھ لیکچرز تھے۔ جو خواتین کو دیئے گئے۔ بعد میں خواتین کے شدید مطالبہ پر ان کو کتابی شکل دی گئی۔ اللہ تعالیٰ اسلامک انسٹیٹیوٹ کی استاد عفیفہ بٹ کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس کو کتابی شکل میں لانے کے لیے تعاون کیا۔ اللہ کرے اس سے معاشرے میں بہتری پیدا ہو اور خواتین اسلام کی برکات سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی زندگیاں کچھ آسان ہو جائیں۔

رضیہ مدنی

پہلا باب

نکاح

نکاح کی اہمیت:

آپ ﷺ نے نکاح کو نصف ایمان کہا ہے، ارشاد نبوی ہے:

«مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي»[1]

"جو آدمی نکاح کر لیتا ہے تو اس کا آدھا ایمان مکمل ہو جاتا ہے اور اس کو چاہیے کہ باقی آدھے (دین) کے معاملے میں اللہ سے ڈرتا رہے۔"

اللہ رب العزت نے شادی کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾[2]

" اور تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو، اور تمہارے غلام اور لونڈیوں میں جو اس لائق ہو ان کا بھی۔"

بے نکاحوں میں خواہ مرد ہوں یا عورتیں، طلاق والیاں ہوں یا بیوہ، غلام ہوں یا لونڈیاں، اگر یہ سب حقوقِ زوجیت کو ادا کر سکیں تو ان کا نکاح کر دیا جائے۔

نکاح باعث راحت وسکون ہے

اللہ تعالی نے نکاح کو باعث راحت وسکون بنایا ہے، ارشاد باری تعالی ہے:

1 المعجم الکبیر از امام طبرانی: ۷/ ۳۳۲، حدیث: ۷۶۴۷

2 سورۃ نور: ۳۲

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً﴾[1]

"اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ اس نے تمہاری جانوں سے تمہاری بیویاں پیدا کیں تاکہ تم سکون حاصل کرو۔ اور اس نے تمہارے درمیان پیار اور مہربانی رکھی۔"

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾[2]

"وہ (عورتیں) تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

نکاح انبیاء کی سنت ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَزَوَّجْتَ؟ قُلْتُ: لاَ، قَالَ: «فَتَزَوَّجْ فَإِنَّ خَيْرَ هَذِهِ الأُمَّةِ أَكْثَرُهَا نِسَاءً»[3]

"حضرت عبداللہ بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے مجھ سے کہا کہ تم نے شادی کی، میں نے جواب دیا: نہیں! انہوں نے کہا: شادی کرو، کیونکہ اس امت کے سب سے بہتر فرد نبی کریم ﷺ تھے، جنہوں نے بہت سی شادیاں کیں۔"

نکاح تمام انبیا کی سنت رہی ہے اور تمام انبیاء بال بچوں والے تھے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾[1]

---

1 سورۃ روم:۲۱

2 سورۃ البقرۃ:۱۸۷

3 بخاری:۵۰۶۹

"اور یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بیویاں اور بچے بھی دیے۔"

اسلام میں نکاح کی ترغیب

ایک حدیث میں ہے کہ تین اصحاب آپ ﷺ کے گھر تشریف لائے اور آپؐ کی ازواج مطہرات سے آپ کی عبادت کے متعلق پوچھا۔ ان سے عبادت کی کیفیت بیان کی گئی۔ سن کر انہوں نے جو رائے ظاہر کی اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ شاید وہ آپؐ کی اس عبادت کو کم سمجھ رہے ہوں، چنانچہ انہوں نے کہا کہ آپؐ کے سارے گناہ اللہ رب العزت نے معاف کر دیے۔ کہاں آپؐ اور کہاں ہم سراپا گنہگار۔ ایک نے کہا: میں رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے نے کہا: میں دن میں روزہ رکھوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا اور شادی نہیں کروں گا۔ آپؐ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی ہے تو آپؐ نے ان کو بلوایا اور فرمایا! تم لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں؟ پھر فرمایا:

"سنو! خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور تم سب سے بڑھ کر متقی ہوں۔ لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں (یعنی ہمیشہ روزہ نہیں رکھتا) نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور میں نے نکاح بھی کیے ہیں۔ پس جو میرے طریقے سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔"[2]

[1] سورۃ رعد:۳۸

[2] بخاری: کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، حدیث:۵۰۶۳

شادی نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے

حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ

«دَخَلَ عَكَّافُ بْنُ بِشْرٍ التَّمِيمِيُّ على النبي - صلى الله عليه وسلم- فَقَالَ لَهُ: «يَا عَكَّافُ هَلْ لَكَ مِنْ زَوْجَةٍ؟» قَالَ: لا. قَالَ: «وَلا جَارِيَةٍ؟». قَالَ: وَلا جَارِيَةَ. قَالَ: «وَأَنْتَ مُوسِرٌ بِخَيْرٍ؟» قَالَ: وَأَنَا مُوسِرٌ بِخَيْرٍ. قَالَ: «وأَنْتَ إِذًا مِنْ إِخْوَانِ الشَّيَاطِينِ»[1]

عکاف بن بشر تمیمیؓ ایک دن خدمت نبویؐ میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان سے پوچھا اے عکاف! تمہاری بیوی ہے؟ حضرت عکاف نے جواب دیا نہیں۔ آپؐ نے پوچھا لونڈی ہے؟ حضرت عکاف نے کہا: یہ بھی نہیں جواب سن کر آپ نے فرمایا: صلاحیت رکھتے ہو اور خوشحال بھی ہو؟ اس نے کہا: صلاحیت بھی رکھتا ہوں اور خوشحال بھی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ”تب تو تم شیطان کے بھائیوں میں سے ہو۔“

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُ بِالْبَاءَةِ، وَيَنْهَى عَنِ التَّبَتُّلِ نَهْيًا شَدِيدًا، وَيَقُولُ: «تَزَوَّجُوا!»[2]

”رسول اکرم ﷺ ہم لوگوں کو شادی کا حکم دیتے تھے اور سختی سے اس بات سے منع فرماتے تھے کہ ہم عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کریں اور فرماتے تھے کہ تم لوگ شادی کرو۔“

آپؐ نے فرمایا:

---

1 جمع الفوائد: کتاب النكاح، باب الحث على النكاح و الخطبة، حديث: ۴۰۹۴

2 مسند احمد: ۴/ ۲۵۲

«يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ»[1]

" اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے اور شہوت کی جگہ کو بہت بچاتا ہے۔"

نکاح اور افزائش نسل

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

«تَزَوَّجُوا الْوَدُودَ الْوَلُودَ؛ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ الْأَنْبِيَاءَ بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[2]

"بہت محبت کرنے والی، بہت جننے والی (جوان) عورت سے شادی کرو اور نسل بڑھاؤ، اس لیے کہ قیامت کے دن تمہاری وجہ سے میں فخر کروں گا۔"

پس حدیث میں نکاح کا حکم بھی دیا گیا ہے اور نکاح کا مقصد بھی بیان کیا گیا ہے۔

آپؐ نے بانجھ عورت سے شادی کرنے سے منع فرمایا۔

شادی نہ کرنے کی مذمت

ایک حدیث میں ہے کہ

«مَنْ أَرَادَ أَنْ يَلْقَى اللهَ طَاهِرًا مطهراً فليتزوج الْحَرَائِرَ»[3]

" اللہ تعالی سے جو شخص پاک وصاف ملنا چاہے اس کو شریف عورتوں سے نکاح

1 صحیح البخاری: كتاب النكاح،باب قول النبی من استطاع منكم الباءة فليتزوج ،حديث:٥٠٦٥

2 سنن ابوداود: كتاب النكاح،باب النهى عن تزويج من لم يلد، حديث:٢٠٥٠

3 سنن ابن ماجہ: كتاب النكاح،بَاب تَزْوِيجِ الْحَرَائِرِ وَالْوَلُودِ،حديث:١٨٦٢

کرنا چاہیے۔"

شادی انسان کو بہت سی برائیوں سے روکتی ہے۔

ایک دفعہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ

«مِسْكِينٌ مِسْكِينٌ، رَجُلٌ لَيْسَتْ لَهُ امْرَأَةٌ» . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا مِنَ الْمَالِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَ غَنِيًّا مِنَ الْمَالِ» . وَقَالَ: «مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ مِسْكِينَةٌ، امْرَأَةٌ لَيْسَ لَهَا زَوْجٌ» . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنْ كَانَتْ غَنِيَّةً مِنَ الْمَالِ؟ قَالَ: «وَإِنْ كَانَتْ غَنِيَّةً مِنَ الْمَالِ»[1]

"وہ شخص مسکین ہے جس کی بیوی نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ گو وہ کثیر المال ہو تب بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! گو وہ مال دار ہی کیوں نہ ہو (اگر بیوی نہیں ہے تو وہ مسکین ہے) پھر آپؐ نے فرمایا: وہ عورت مسکین ہے۔ جس کا شوہر نہیں ہے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اگرچہ اس کے پاس بہت کچھ مال ہو تب بھی مسکین ہی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں تب بھی وہ مسکین ہی ہے۔"

نکاح موجب مال ہے

معاشی مسائل کی وجہ سے نکاح سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

قرآن میں ہے:

﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾[2]

" اگر وہ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالی اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے گا اور اللہ

---

1 سنن سعید بن منصور: کتاب الوصایا، باب الترغیب فی النکاح: ۱/۱۶۳

2 سورۃ نور: ۳۲

بہت زیادہ کشائش کرنے والا اور بہت علم والا ہے۔"

رزق کا معاملہ تو اللہ کے ساتھ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ شادی کے ذریعے غِنٰی تلاش کرو، اس لیے کہ آپؐ نے فرمایا ہے:

«الْتَمِسُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ»[1]

"غِنٰی نکاح میں تلاش کرو۔"

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

«ثَلاَثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَالْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيدُ الأَدَاءَ، وَالنَّاكِحُ الَّذِي يُرِيدُ العَفَافَ»[2]

"جن کی مدد اللہ پر لازم ہے تین ہیں۔ ایک مکاتب جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے۔ دوسرا نکاح کرنے والا جو عفت و پاک دامنی کا ارادہ کرتا ہے اور تیسرا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔"

مجبوری کی حالت میں عفت کی تاکید

انسان میں اگر شادی کی بالکل صلاحیت نہ ہو اور رشتہ کے انتخاب میں بھی دیر ہو رہی ہو تو انسان کو چاہیے کہ پھر پاک دامنی اختیار کرے۔

ارشاد ربانی ہے:

1 ابن کثیر: تفسیر سورہ نور، آیت:۳۲

2 سنن الترمذی: کتاب النکاح،باب ما جاء فی المجاهد والناکح، حدیث:۱۶۵۵

"ایسے لوگ جن کو نکاح کی استعداد نہیں ہے وہ ضبط نفس کریں یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کر دے۔"[1]

ضبط نفس کرنے کے لیے آپؐ نے ہمیں روزہ رکھنے کی ترغیب دی ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص اسباب جماع پر قدرت نہ رکھتا ہو اس پر روزہ لازم ہے کیونکہ (روزہ) شہوت کو توڑتا ہے۔"

کتب احادیث میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق تذکرہ ملتا ہے کہ وہ مجبوری کی وجہ سے شادی نہ کر سکے حالانکہ نکاح کی ان کو ضرورت تھی تو انہوں نے اس حکم پر عمل کر کے اپنے آپ کو گناہ سے محفوظ رکھا۔ اور جب اللہ نے شادی کا سامان فراہم کر دیا تو پھر انہوں نے شادی کر لی۔

عفت اور پاکدامنی کے اختیار کرنے پر جنت کی ضمانت ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ»[2]

"جو شخص دو جبڑوں کے درمیان کی چیز یعنی زبان کی اور دو ٹانگوں کے درمیان کی چیز یعنی شرمگاہ کی حفاظت کی ذمہ داری لے۔ میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری لیتا ہوں۔"

1 سورۃ نور:۳۳

2 صحیح البخاری:کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان،حدیث:۶۴۷۴

اسلام میں عفت و عصمت کی ترغیب

سورۃ احزاب میں اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ [1]

"اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔ اللہ تعالی نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا ثواب رکھا ہے۔"

[1] الاحزاب:۳۵

دوسرا باب

نکاح کے سلسلے میں رشتے کے انتخاب کے آداب

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«من وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَّبَهُ فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيه»

"جس شخص کے بچے ہوں اس کو چاہیے کہ بچے کا اچھا نام رکھے، اسے تعلیم و تربیت دے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے، بلوغت کے بعد اگر باپ نے شادی نہیں کی اور اس سے گناہ ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔"[1]

بلوغت کی عمر میں انسان والدین کی زیر نگرانی ہوتا ہے، اس لیے لڑکے اور لڑکی کی شادی کی ذمہ داری والد پر ہوتی ہے۔ عمومی طور پر شرم و حیا کی وجہ سے ضرورت محسوس ہونے پر بھی اولاد والدین سے کہنے کی جرأت نہیں کرتی اور ایسی عمر میں عفت و عصمت کبھی کبھی خطرے میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے آپ ﷺ نے شادی کی ذمہ داری والدین پر ڈالی ہے۔ والدین کا کام ہے کہ اپنے بچے کے لیے معقول رشتہ تلاش کریں اور اس کام میں دیر نہ کریں۔

لڑکے کے لیے بیوی کے انتخاب کا معیار

ارشاد نبوی ہے:

«تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ

1 شعب الایمان للبیہقی: حقوق الاولاد والاھلین: حدیث:۸۲۹۹

الدِّينِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ»

”عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے۔اس کے مال کی وجہ سے، حسب ونسب کی وجہ سے، خوبصورتی کی وجہ سے اور دین کی وجہ سے۔ پس تم دیندار کا انتخاب کرلو اور کامیاب ہو جاؤ۔“[1]

دین داری کو وجہ ترجیح بنانا ہے۔ کیونکہ حسب نسب عورت کی ذاتی خوبی نہیں، حسن اللہ کی دین ہے اور مال بھی آنے جانے والی چیز ہے۔ دین داری عورت کی ذاتی خوبی ہے۔ مرد کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ دین دار عورت کو ترجیح دے۔ ان باتوں کو دیکھنا کہ بھائی باپ کیا کرتے ہیں، جہیز کتنا لائے گی، حسین کتنی ہے۔ یہ تمام باتیں ترجیحات میں شامل نہیں ہونی چاہیں۔

نبی کریم نے فرمایا:

«الدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ»[2]

” دنیا ساری کی ساری متاع (فائدہ) ہے۔ لیکن دنیا کی بہترین متاع نیک عورت / بیوی ہے۔“

حضرت ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«قَلْبٌ شَاكِرٌ وَلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَزَوجَةٌ صَالِحَةٌ تُعْنِيكَ عَلَى أَمْرِ دُنْيَاكَ وَدِينِكَ خَيْرُ مَا اكْتَنَزَ الناس»

”شکر گزار دل، ذکر کرنے والی زبان اور صالح بیوی جو دین اور دنیا میں معاون ہو۔

[1] صحیح البخاری: کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، حدیث: ۵۰۹۰

[2] صحیح مسلم: کتاب الرضاع ، باب خیر متاع الدنیا

انسان کا بہترین خزانہ ہے۔[1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«وَلَا تَزَوَّجُوهُنَّ لِأَمْوَالِهِنَّ، فَعَسَى أَمْوَالُهُنَّ أَنْ تُطْغِيَهُنَّ»

" عورتوں سے ان کی مالداری کی وجہ سے شادی نہ کرو۔ عموماً ان کا مال ان کو سرکشی پر آمادہ کر دیتا ہے۔[2]

ارشاد نبوی ہے:

«لَا تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ لِحُسْنِهِنَّ، فَعَسَى حُسْنُهُنَّ أَنْ يُرْدِيَهُنَّ»

"عورتوں سے محض ان کے حسن کی وجہ سے شادی کی خواہش نہ کرو۔ کیونکہ حسن عموماً ہلاکت میں ڈالتا ہے۔"[3]

لڑکی کے لیے خاوند کے انتخاب کا معیار

آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِينَهُ وَخُلُقَهُ فَزَوِّجُوهُ، إِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ، وَفَسَادٌ عَرِيضٌ»

"تمہارے پاس جب کوئی ایسا شخص پیغامِ نکاح لے کر آئے جس کا دین اور اخلاق تم کو پسند ہے تو اس سے شادی کر دو، ورنہ زمین میں فتنہ و فساد پھیل جائے گا۔"[4]

1 شعب الایمان للبیہقی: باب تعدید نعم اللہ، حدیث: ۶/۲۴۷، ۴۱۱۶

2 ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب تزویج ذات الدین، حدیث: ۱۸۵۹

3 ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب تزویج ذات الدین، حدیث: ۱۸۵۹

4 ترمذی: کتاب النکاح، باب اذا جاء احدکم من ترضون دینہ فزوجوہ، حدیث: ۱۰۸۴

آج کے دور میں ان دو باتوں کو سامنے رکھیں، کم از کم لڑکا نمازی ہو اور حلال کماتا ہو۔ کیونکہ آج کل لوگوں نے Status کو معیار بنالیا ہے اور اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ لڑکا حلال کماتا ہے یا حرام۔ بس اس بات کو دیکھا جاتا ہے کہ لڑکا کماتا کتنا ہے۔ لڑکی کے انتخاب میں صرف دین داری کو ترجیح دی گئی ہے جبکہ لڑکے کے انتخاب میں دین داری کے ساتھ ساتھ اخلاق کو بھی معیار بنایا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لڑکے کا اخلاق اچھا ہو گا تو آپ کی بیٹی کو سکھی رکھے گا ورنہ بہت سے مالدار آدمی ہوتے ہیں مگر غصے کے ہی اتنے تیز ہوتے ہیں کہ لڑکی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے انہیں رشتہ داری کا احترام نہیں ہوتا، بات کرنے کی تمیز نہیں ہوتی۔ تو یاد رکھیں لڑکے کے انتخاب میں دو باتوں پر اگر آپ مطمئن ہیں دین داری اور اخلاق پر تو رشتہ قبول کرنے میں دیر نہ کریں ورنہ فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہے۔

ملا علی قاری نے شرح السنہ کے حوالے سے لکھا ہے:

"ایک آدمی حضرت حسن کے پاس آیا اور عرض کی، میری ایک بیٹی ہے۔ جس کے لئے بہت سے آدمیوں نے نکاح کا پیغام بھیجا ہے۔ آپ کس آدمی کے ساتھ نکاح کا مشورہ دیتے ہیں؟ امام حسن نے فرمایا: تو اپنی بیٹی کا نکاح ایسے آدمی سے کر دے جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہو (متقی ہو) کیونکہ اگر وہ اس سے محبت رکھے گا تو اس کی عزت و تکریم کرے گا اور اگر (بالفرض) کبھی اس پر ناراض ہوا تو اس پر زیادتی نہ کرے گا۔"[1]

نکاح میں اصل چیز دین داری ہے نہ کہ صرف مال و دولت یا حسن و جمال۔ لڑکی کے والدین کو چاہیے کہ وہ تعلیم یافتہ، اعلیٰ عہدہ پر فائز، سرمایہ دار لڑکے کی تلاش میں رشتے کا انتظار نہ کرتے رہیں۔ یاد رکھیں رزق اللہ دیتا ہے اگر لڑکا دین دار ہے اور

[1] ملا علی قاری: مرقاۃ شرح مشکوۃ: کتاب النکاح، حدیث: ۳۰۸۲

مناسب تعلیم رکھتا ہے مالی طور پر بہت مستحکم نہیں۔ تب بھی آپ اپنی بچیوں کا رشتہ طے کر دیں۔ دین داری اور حسن اخلاق کو اپنی ترجیحات بنائیں اور نکاح سے قبل لڑکے کے اخلاق کے متعلق خوب تحقیق کر لیں۔

لڑکی کیسے پسند کریں؟

آج کل ہمارے ہاں رواج ہے کہ لڑکی کو پسند کرنے اس کے گھر جاتے ہیں اور پھر Reject کر آتے ہیں ۔ یہ ہمارے معاشرے کا اچھا طریقہ نہیں ہے۔ ہمیشہ دوسرے کی بچی کو اپنی بچی کی جگہ رکھ کر سوچیں کہ اگر کوئی ہماری بچی کو گھر آ کر Reject کر جائے تو ہمیں کس قدر ناگواری ہو گی۔ اس لیے لڑکی کو کالج، یونیورسٹی، تعلیمی ادارے، کسی تقریب یا مقام پر فطری حالات میں دیکھیں اور اسے آگاہ مت کریں، اگر پسند ہو تو بات آگے بڑھائیں ورنہ معاملہ ختم کر دیں۔

کیا لڑکی والوں کی طرف سے رشتے کا آغاز کیا جا سکتا ہے؟

حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت موسیٰؑ سے کرنے کا اظہار کیا۔ اسی طرح حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کو اپنی شادی کا پیغام اپنی سہیلیوں کے ذریعہ دیا۔ اور آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کی تجویز اپنے چچاؤں کے سامنے رکھی وران کی اجازت سے نکاح ہوا۔ (یاد رکھیں حضرت خدیجہؓ کنواری نہیں تھیں بلکہ بیوہ تھیں) یہ نہ سوچا کریں کہ ہمارے معاشرے کا کیا دستور ہے۔ ہمیشہ یہ دیکھا کریں کہ اس معاملے میں قرآن اور حدیث میں کیا رہنمائی دی گئی ہے۔

رشتے کے انتخاب کے لیے استخارہ

رشتے کے آنے پر سب سے پہلے استخارہ کریں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

”جس نے اللہ سے استخارہ کیا اور مخلوق سے مشورہ کیا اور اپنے کام میں ثابت قدمی اختیار کی پھر اس کام میں جلد بازی نہ کی (غور وفکر کے بعد فیصلہ کیا) ایسا شخص کبھی نادم نہیں ہو گا۔“[1]

رسول اکرمؐ نے خصوصاً شادی کے موقع پر استخارہ کرنے کی تعلیم دی حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے:

”بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منگنی کے ارادے (یعنی پیغام نکاح) کو لوگوں پر ظاہر نہ کرو۔ وضو کرو اور اچھے طریقے سے وضو کرو اور نماز پڑھو جو اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے پھر اپنے رب کی تعریف کرو اور اس کی بزرگی بیان کرو۔ پھر کہو:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ وَيُسَمِّي حَاجَتَهُ»

”اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تیرے علم کے ذریعے خیر کا طالبگار ہوں اور تیری قدرت کے ذریعے طاقت طلب کرتا ہوں اور تجھ ہی تیرے عظیم فضل کا

[1] الوابل الصیب من الکلم الطیب از ابن قیم: ۱/۱۱۲

سوال کرتا ہوں، کیوں کہ بے شک تو قدرت رکھنے والا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی تمام غیبوں کو جاننے والا ہے۔ پس اگر تیرے نزدیک اس رشتہ میں (رشتہ کا نام لیں) میرے دین، میری دنیا اور میری آخرت کی بھلائی ہے تو اسے میرا مقدر کر دے اور میرے لیے آسان کر دے اور اگر یہ معاملہ (رشتہ) میرے دین، دنیا اور انجام کار کے لحاظ سے برا ہے تو اسے مجھ سے دور کر دے اور مجھے اس سے دور کر دے اور ہمارے لیے خیر جہاں بھی ہو مقدر کر دے اور ہمیں اس پر راضی کر دے۔"[1]

رشتے کے انتخاب کے سلسلے میں نیک لوگوں کو اپنے مشورے میں شامل رکھیں۔ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾

"اور وہ آپس میں مشورے سے کام کرتے ہیں۔"[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

«اذْكُرْهَا عَلَيَّ»، قَالَ زَيْدٌ: فَانْطَلَقْتُ، فَقُلْتُ: يَا زَيْنَبُ أَبْشِرِي، أَرْسَلَنِي إِلَيْكِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُكِ، فَقَالَتْ: مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتَّى أَسْتَأْمِرَ رَبِّي، فَقَامَتْ إِلَى مَسْجِدِهَا، وَنَزَلَ الْقُرْآنُ، وَجَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ بِغَيْرِ أَمْرٍ»

جا کر زینب رضی اللہ عنہا کے پاس میرا ذکر کرو۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے جا کر کہا۔

1 مسند احمد: ۳ر ۳۴۴

2 سورۃ الشوریٰ: ۳۸

اے زینبؓ! خوش ہو جاؤ (مبارک ہو) مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہارے پاس بھیجا ہے وہ تمہارا ذکر کرتے ہیں (نکاح کے لیے)۔ تو زینبؓ بولیں "میں کچھ فیصلہ نہیں کروں گی یہاں تک کہ میں اپنے رب سے مشورہ کرلوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی نماز کے لیے کھڑی ہو گئیں اور قرآن نازل ہوا پھر رسول اللہ! بغیر اجازت طلب کیے تشریف لے آئے۔ (1)

استخارہ سے متعلق ضروری ہدایات

☆ استخارہ خود کریں نہ کہ کسی سے کروائیں۔ اور لڑکی ر لڑکے جس کا نکاح ہو اسے چاہیے کہ وہ خود استخارہ کرے۔

☆ استخارہ کم از کم 3 مرتبہ ضرور کریں زیادہ مرتبہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

☆ استخارہ کر کے سونا ضروری نہیں اور نہ ہی خواب کا آنا ضروری ہے۔ اور نہ ہی استخارہ کرنے کا کوئی وقت مخصوص ہے۔

☆ استخارہ کرنے کے بعد مطمئن ہو جائیں اور اللہ پر معاملہ چھوڑ دیں۔ ان شاء اللہ خود بخود حالات بن جائیں گے اور اگر آپ کے حق میں فیصلہ ہو تو دل مطمئن ہو جائے گا۔

☆ استخارہ کی جگہ فال لینا اور نجومی اور کاہن کے پاس جانا اور خود ساختہ طریقے اپنانا گناہ کبیرہ ہے، ان سے اجتناب کرتے ہوئے اللہ سے استخارہ کے ذریعے مشورہ کریں اور اگر ہو سکے تو کسی دین دار شخص سے بھی مشورہ لے لیں۔

☆ اگر استخارہ کرنے کے بعد شادی کے بعد ناپسندیدہ صورت حال پیش آئے

1 سنن النسائی: کتاب النکاح، باب صلاة المرأة اذا تزوجت و استخارتها، حدیث: ۳۲۵۱

مثلاً: طلاق ہو جاتی ہے تو بھی مومن کو اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔ نہ کہ اللہ کے بارے میں انسان بدگمان ہو۔

نکاح سے قبل لڑکے کا لڑکی کو دیکھنا

استخارہ کے بعد جب دل مطمئن ہو جائے تو اپنے ارادے کا دوسرے فریق سے اظہار کر دیں۔ جس لڑکی کو پیغامِ نکاح دیا گیا ہے، اگر ممکن ہو سکے تو لڑکا اسے دیکھ لے۔

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

«إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ»

"جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کی جانب نکاح کا پیغام بھیجے اگر وہ طاقت رکھتا ہو کہ اسے دیکھ لے جو اس کی جانب مائل ہونے کا سبب ہو، تو وہ دیکھے۔ خواہ لڑکی کو اس بات کا علم نہ ہو۔"[1]

حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رحمت عالمؐ سے اپنی شادی کا تذکرہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تو نے لڑکی کو دیکھ لیا ہے؟ حضرت مغیرۃ کہتے ہیں۔ میں نے کہا: نہیں یارسول اللہ! یہ سن کر آپؐ نے فرمایا:

«انْظُرْ إِلَيْهَا، فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا»

"اس عورت کو دیکھ لو اس لیے کہ یہ زیادہ قریب ہے کہ دیکھنے سے تم دونوں میں محبت ہو جائے۔"[2]

1 سنن ابوداود: کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المرأۃ، حدیث:۲۰۸۲

2 سنن ترمذی: کتاب النکاح، باب ماجاء فی الی المخطوبة، حدیث:۱۰۸۷

لڑکے کو لڑکی دیکھنے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ لڑکی کے محرم رشتہ دار ساتھ ہوں۔ اور یہ صرف ایک نگاہ ہی ڈالنے کی اجازت ہوگی۔ اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ تنہائی میں ملاقاتیں ہوں یا یورپ کی طرح Dates کا معاملہ چل نکلے۔

لڑکی کو دیکھنے کا شرعی طریقہ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"مرد کے لئے جائز ہے کہ مخطوبہ (جس سے شادی کا ارادہ رکھتا ہے) اس کا چہرہ اور ہتھیلی دیکھ لے۔"

شریعت نے لڑکے کو لڑکی دیکھنے کی اجازت کچھ حدود کے ساتھ دی ہے۔ صرف چہرہ اور ہاتھ اور زیادہ سے زیادہ دونوں پاؤں کھلے رکھ کر عورت لڑکے کے سامنے آسکتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ خوب بناؤ سنگھار کیا ہو اور جسم کے ان تین حصوں کے علاوہ جسم کا کوئی اور حصہ بھی کھولا ہو اس لیے لڑکی کو چاہیے عبایا / بڑی چادر لے کر آئے تا کہ اس کے جسم کے باقی حصے چھپے ہوئے ہوں۔

یہ اجازت بھی صرف لڑکے کے لیے ہے، لڑکے کے باپ اور بھائی کے لیے نہیں۔

یہ تمام اعتدال کی حدیں ہیں۔ اسلام میں ان سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں۔

منگنی کی شرعی حیثیت

منگنی کے ساتھ کوئی بھی شرعی رشتہ قائم نہیں ہوتا۔ لہذا منگنی کے موقع پر لڑکے کا لڑکی کو انگوٹھی پہنانا، منگنی کے بعد یا منگنی سے پہلے لڑکے لڑکی کا ایک ساتھ گھومنا پھرنا، فون پر massaging کرنا، فیس بک پر Chatting کرنا، ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینا، تصویر Send کرنا اور فون پر لمبی لمبی باتیں کرنا یا پھر تنہائی میں ملنا، Shopping پر

جانا۔ یہ تمام کام گناہ کبیرہ ہیں اور اگر ماں باپ ان کاموں سے اپنے لڑکے رلڑکیوں کو منع نہیں کرتے تو وہ بھی گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ نکاح سے قبل لڑکے اور لڑکی کے درمیان تعلقات حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ شریعت میں منگنی کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ اور نکاح سے قبل دونوں ایک دوسرے کے لیے غیر محرم ہیں۔ اسی طرح لڑکے والوں کا لڑکی والوں کے ہاں حجاب کی پابندیوں کی پرواہ نہ کرنا یہ تمام غلط طریقے ہیں۔

منگنی کی بڑی بڑی تقریبیں کرنا، ویڈیو بنانا، انگوٹھی کی رسم کرنا، جوڑوں کا تبادلہ کرنا۔ یہ تمام خرافات ہیں، ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ منگنی کے بعد جلد اندازاً 6 ماہ تک نکاح کر دینا چاہیے۔

نکاح کی شرائط

نکاح کی پانچ شرائط ہیں، اگر ان پانچ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی پوری نہ ہو تو نکاح نہیں ہوتا۔

1۔ فریقین کی رضامندی
2۔ ولی کی رضامندی
3۔ ایجاب وقبول
4۔ دو گواہ
5۔ مہر

1۔ فریقین کی رضامندی

نکاح ایک Social Contract ہے، اس میں فریقین لڑکا اور لڑکی (جن کا نکاح ہو) کی رضامندی ضروری ہے۔ فریقین کی رضامندی نکاح کے دن نہیں پوچھی جائے گی بلکہ جب رشتہ آئے تو تب ان سے رائے لینی چاہیے، کیونکہ شادی لڑکے اور لڑکی کی ہو رہی ہے۔ لڑکی کنواری ہو تب بھی اور مطلقہ یا بیوہ ہو تب بھی اجازت لینا لازمی ہے۔ لڑکی کے ولی (باپ / بھائی / سب سے زیادہ قریبی محرم) کو چاہیے کہ لڑکی کی رضامندی لے۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا:

يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّ البِكْرَ تَسْتَحِي؟ قَالَ: «رِضَاهَا صَمْتُهَا»

یارسول اللہ! کنواری سے کیسے شادی کی اجازت لی جائے وہ تو شرم کرے گی؟ تو آپؐ نے فرمایا: ”اس کی خاموشی ہی اس کی اجازت ہے۔“[1] (اگر لڑکی رونے لگے، زبان

[1] صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب لا ینکح الاب و غیرہ البکر و الثیب الا برضاھا، حدیث: ۵۱۳۷

سے بول کر کہہ دے، یا اس کے رویے سے ظاہر ہو تو ایسی صورت میں نکاح نہیں ہو گا، کیونکہ لڑکی ناپسند کر رہی ہے)

مطلقہ / بیوہ / شوہر دیدہ کو مشورے میں شامل کرنا چاہیے اور اس کو اپنے رشتے کے انتخاب کا ولی سے زیادہ حق ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے:

«الْأَيِّمُ أَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا، وَالْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ فِي نَفْسِهَا، وَإِذْنُهَا صُمَاتُهَا»

"شوہر دیدہ عورت خود اپنی ذات کی ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری کے نکاح کے وقت اس سے اجازت لے لی جائے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے۔"[1]

لڑکے اور والدین کی پسند میں اختلاف ہو تو...!

شریعت نے لڑکے کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنا نکاح خود کر سکتا ہے مگر کیونکہ لڑکے کی جنت اور دوزخ اس کے والدین ہیں اس لیے اسے چاہیے کہ والدین کو راضی کرے۔ اگر لڑکا والدین کی رضا کے بغیر بھی نکاح کر لیتا ہے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ مگر والدین کو راضی کرنے کی آخری حد تک کوشش کرے۔

لڑکی اور والدین کی پسند میں اختلاف ہو تو...!

لڑکی کو لازماً ولی (والد) کی رضامندی سے نکاح کرنا چاہیے اور اگر لڑکی والدین کی مرضی کے بغیر اپنی مرضی سے نکاح کرتی ہے تو ایسا نکاح نہیں ہوتا، حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں:

[1] صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب لا ينكح الاب و غيره البكر و الثيب الا برضاها، حدیث: ۵۱۳۷

«فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ»

"لڑکی کا نکاح ولی (کی اجازت) کے بغیر باطل ہے باطل ہے باطل ہے۔"[1]

اگر لڑکی کا ولی نکاح جبراً کر دے اور لڑکی راضی نہ ہو تو...!

وہ نکاح بھی باطل ہے۔

عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ جَارِيَةً بِكْرًا أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَتْ لَهُ أَنَّ «أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

ایک باکرہ (کنواری) لڑکی رحمت عالمؐ کے پاس میں آئی اور بیان کیا کہ میرے باپ نے جس سے میری شادی کر دی ہے وہ مجھے پسند نہیں ہے۔ آپ نے اس عورت کو اختیار دیا۔ جی چاہے تو اس سے نکاح رکھو اور جی چاہے تو رد کر دو۔[2]

2۔ ولی کی رضامندی

آپؐ نے فرمایا:

«لَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ، وَلَا تُزَوِّجُ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا، فَإِنَّ الزَّانِيَةَ هِيَ الَّتِي تُزَوِّجُ نَفْسَهَا»

"کوئی بھی عورت ولی بن کر کسی عورت کا نکاح نہ کرے اور نہ ہی کوئی عورت خود اپنا نکاح کرے وہ عورت زانیہ ہے جو اپنا نکاح خود کرتی ہے۔"[3]

---

1 السنن الکبری للبیہقی: کتاب النکاح، باب لا نکاح الا بولی، ۱۶۹/۷

2 سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح ،باب من زوج ابنته وھی کارھة، حدیث:۱۸۷۵

3 سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب لا نکاح الا بولی، حدیث:۱۸۸۲

ولی کا لفظ ولایت سے ہے ، ولی دوست کو کہتے ہیں، ولی سے مراد وہ قریب ترین مرد رشتہ دار ہے جو لڑکی کا سرپرست اور کفیل بھی ہو۔ اور عام طور پر باپ ولی ہوتا ہے ،کیونکہ ولی لڑکی کا سب سے قریبی رشتے دار بھی ہے اور سرپرستی بھی کرتا ہے۔ باپ کی غیر موجودگی میں بعض اوقات دادا، چچا، تایا یا اگر بھائی بڑا ہو تو وہ ولی ہوتا ہے

ولی کیوں ضروری ہے؟

عورتوں کے معاملے میں شریعت نے ولی کی پابندی اس لیے رکھی ہے، کہ عورتیں جذباتی ہوتی ہیں اور بہت آسانی سے بہکائی جاسکتی ہیں۔ خاص کر Teenage میں ،اس لیے شریعت نے عورت کے لیے ولی مقرر کیا ہے کہ کہیں عورت جذباتی ہونے کی وجہ سے اپنی زندگی کے اس فیصلے میں نقصان نہ اٹھائے اور اس کے مفادات کا تحفظ ہوسکے۔

نکاح میں ولی کے فرائض

1. اچھے رشتے کا انتخاب کرنا کیونکہ ولی زیادہ تجربہ کار اور اس کا دائرہ انتخاب عورت رلڑکی کی نسبت زیادہ وسیع ہوتا ہے۔
2. رشتے کے انتخاب کے سلسلے میں لڑکے کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔ اس کے کردار کو اچھی طرح پرکھتا ہے
3. ولی نکاح کے انتظامات کرتا ہے اور شادی پر اپنا مال خرچ کرتا ہے۔
4. ولی کی اصل ذمہ داری شادی کے بعد ہوتی ہے۔ اگر لڑکے اور لڑکی کی Understanding نہیں ہو رہی تو ولی دونوں کے درمیان سمجھوتا کرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر مسائل حل نہیں ہوتے تو ولی

لڑکی کو اپنے گھر میں روک لیتا ہے، کیونکہ لڑکی اپنے مسائل خود حل کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوتی۔

5. اگر پوری کوشش کے باوجود مسائل حل نہیں ہوتے اور طلاق ہو جاتی ہے تو طلاق کی صورت میں ولی لڑکی کے لیے کوئی دوسرا رشتہ تلاش کرتا ہے۔

اصلاً ولی عورت کو مضبوطی فراہم کرنے کے لیے ہوتا ہے، کیونکہ اس معاملے میں عورت کی پوزیشن کمزور ہے۔ آج کے دور میں بھی نکاح کا معاملہ عورت / لڑکی اور لڑکے کے درمیان نہیں ہوتا بلکہ لڑکے اور لڑکی کے ولی کے درمیان ہوتا ہے۔

ولی کا ہونا لڑکی کے لیے سوشل انشورنس ہے۔ ولی نکاح سے پہلے بھی اور نکاح کے بعد بھی لڑکی کا محافظ ہوتا ہے۔ ایسی لڑکیاں جو ولی کے بغیر نکاح کرتی ہیں وہ اپنا نقصان خود کرتی ہیں، ایسی لڑکی کو نہ سسرال والے قبول کرتے ہیں نہ میکے والے قبول کرتے ہیں اور خاوند بھی بعد میں طعنے دینے لگتے ہیں۔ خاوند ایسی لڑکی پر کبھی اعتماد نہیں کرتا وہ کہتا ہے کہ تو نے میرے ساتھ دوستی لگائی تھی، کل کسی اور کے ساتھ بھی یاری لگا لے گی، میں تم پر کیسے اعتبار کروں؟

نکاح میں حتی الوسع عورت اور ولی دونوں کی موافقت ضروری ہے تاکہ یہ ذمہ داری خوش اسلوبی سے انجام پاسکے۔

3۔ ایجاب و قبول

ایجاب کا مطلب ہوتا ہے ' واجب کرنا اور قبول سے مراد ' کسی بات کو قبول کر لینا، ایجاب لڑکی کے ولی کی طرف سے ہوتا ہے اور قبول کرنے والا لڑکا ہوتا ہے۔ نکاح کے

لیے لازم ہے کہ ایک مجلس ہو جس میں ایجاب و قبول ہو۔ منگنی ہونے کے بعد ایک خصوصی نشست ہو جس میں لڑکا ہو گا، لڑکی کا ولی ہو گا اور اس نشست میں لڑکی کا ولی لڑکے سے کہے گا کہ لڑکی کی ذمہ داری میں تمہارے اوپر واجب کر رہا ہوں اور مردر لڑکا اسے قبول کرتا ہے، آج کے دور میں اس طرح سے کہا جاتا ہے کہ نکاح خواں لڑکے کا نام لے کر کہتا ہے کہ اس لڑکے کا نکاح میں اس لڑکی (نام لیتا ہے) کے ساتھ اتنے حق مہر میں کر رہا ہوں۔ کیا تمہیں قبول ہے؟ لڑکا ہاں کہتا ہے تو نکاح ہو جاتا ہے۔ یہ الفاظ اصلاً ولی کو کہنے چاہیں۔ مگر ہمارے ہاں نکاح خواں ولی کی طرف سے ان الفاظ کو ادا کرتا ہے۔ اور ایسا کرنا ہی اس صورت میں درست ہے جبکہ ولی نے نکاح خواں کو اس مسئلہ میں اپنا وکیل بنایا ہے۔

نکاح کی اس مجلس میں لڑکی کی جانب سے اس کا ولی نمائندگی کر رہا ہوتا ہے، مروّجہ چھے کلمے پڑھانے کا اس موقع سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف اتنے الفاظ کے ساتھ نکاح ہو جاتا ہے۔ اس نکاح کے موقع پر ایک حدیث اور قرآن مجید کی چار آیات پڑھی جاتی ہیں جس کا بنیادی مقصد اللہ سے ڈرنے کی تلقین ہے اور میاں بیوی کو ان کے فرائض کی یاددہانی ہے۔

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

عَنْ عَبْدِاللهِ (بْنِ مَسْعُودٍ) رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ خُطْبَةَ الْحَاجَةِ «إِنَّ الْحَمْدُلِلّٰهِ، نَسْتَعِينُهُ وُ نَسْتَغْفِرُهُ، وَ نَعُوْذُبِهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَ مَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّـهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّـهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّـهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِعِ اللَّـهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾[1]

"حضرت عبداللہ (بن مسعود رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (درج ذیل) خطبہ حاجت سکھایا: بے شک حمد اللہ ہی کے لیے ہے ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں، اسی سے مغفرت چاہتے ہیں اپنے نفس کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے وہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور الہ نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے، اس خدا سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"(سورۃ نساء:1)" اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! ڈرو اللہ سے جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم اس کے مطیع و فرماں بردار ہو۔"(سورۃ آل

[1] رواہ احمد وابوداؤد : ۱۸۶۰،والترمذي والنسائي وابن ماجة و الدارمي

عمران:102)"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! ڈرو اللہ سے اور بات سیدھی سیدھی کہو، اس طرح وہ تمہارے اعمال کی اصلاح فرمادے گا، تمہارے گناہ معاف کردے گا، جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"(سورۃ احزاب:70، 71) اسے احمد، ابوداؤد و ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔"

قرآنی آیات

﴿يٰأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقوا رَبَّكُمُ الَّذى خَلَقَكُم مِن نَفسٍ واحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنها زَوجَها وَبَثَّ مِنهُما رِجالًا كَثيرًا وَنِساءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذى تَساءَلونَ بِهِ وَالأَرحامَ إِنَّ اللَّهَ كانَ عَلَيكُم رَقيبًا﴾[1]

" لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کہ تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہوں اور رشتہ و قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے پرہیز کرو۔ یقین جانو کہ اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔"

﴿يٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقاتِهِ وَلا تَموتُنَّ إِلّا وَأَنتُم مُسلِمونَ﴾[2]

" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ہرگز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

﴿يٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقولوا قَولًا سَديدًا ﴿٧٠﴾

[1] سورۃ النساء: ۱

[2] سورۃ آل عمران: ۱۰۲

يُصلِح لَكُم أَعمالَكُم وَيَغفِر لَكُم ذُنوبَكُم وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسولَهُ فَقَد فازَ فَوزًا عَظيمًا﴾[1]

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کیا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ معاف کردے گا جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔"

نکاح کے وقت وعظ ونصیحت

اس موقع پر نکاح خواں کو چاہیے کہ خطبہ نکاح کے ساتھ اس کا ترجمہ اور تشریح بھی کرے اور کچھ خطاب بھی کرے۔ جس میں مسجد کی فضامیں نکاح ر شادی سے متعلقہ بدعات اور ہندوانہ رسموں کی تردید کرے۔ اس سلسلے میں Sound System کا انتظام کیا جائے اور خواتین کو بھی خطبہ نکاح میں شامل کیا جائے۔ کیونکہ خواتین کے نزدیک شادی صرف شور شرابے، زیور، کپڑے، کھانے پینے اور ملے گلے کا نام ہے۔ جبکہ نکاح اصل میں صرف ایجاب وقبول دو کلموں کا نام ہے۔ اس ایجاب وقبول کے بعد نکاح خواں دعا کرواتا ہے، دعا میں بھی تمام لوگوں کو شامل ہونا چاہیے۔ مگر ہمارے ہاں حساب الٹا ہے۔ شادی صرف اور صرف ہلڑبازی بنادی گئی ہے۔ جبکہ شادی ایک بڑا مقدس فریضہ ہے۔ اور اللہ کے احکامات کی روشنی میں طے کیا جاتا ہے۔ مگر ہم نے آج اصل روح کو بھلا دیا ہے اور لغویات میں پڑچکے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

4۔ دو گواہ

نکاح کی شرائط میں سے ایک شرط دو گواہوں کی موجودگی ہے۔ نکاح کی اس مجلس

1 سورۃ الاحزاب: ۷۰،۷۱

میں کم از کم دو گواہ لازمی ہوں ورنہ نکاح نہیں ہوتا۔ حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

«أَعْلِنُوا هَذَا النِّكَاحَ، وَاجْعَلُوهُ فِي الْمَسَاجِدِ، وَاضْرِبُوا عَلَيْهِ بِالدُّفُوفِ»

"نکاح کو اعلانیہ کرو اور مساجد میں نکاح کا اہتمام کرو اور اس پر دف کا استعمال کرو۔"[1]

مساجد میں نکاح کرنے کی تلقین اس لیے کی گئی ہے کہ جو نمازی نماز کے لیے آئیں وہ بھی سارے کے سارے اس نکاح کی مجلس میں شامل ہو جائیں۔ اور اسطرح ان کو بھی پتا چل جائے گا کہ یہ دو لوگ اب مقدس بندھن میں بندھ گئے ہیں۔ نکاح کے اعلان کرنے کی غرض سے ہی دف کے استعمال کرنے کا ذکر آیا ہے۔ مگر نکاح کے اعلان کا قانونی طریقہ یہی ہے کہ کم از کم دو گواہ ہوں جو کہ ان کے نکاح پر گواہی دیں۔

آپؐ نے فرمایا:

"حلال اور حرام نکاح کے درمیان فرق ہے تو اسی دف اور آواز کی بدولت جو نکاح پر بجائی جاتی ہے۔"[2]

مگر اس سے مراد طبلہ، سارنگی، بینڈ باجے اور ڈھول کی تھاپ پر ناچ، گانا کرنا نہیں ہے۔ اور نہ ہی بے ہودہ گانے ڈیک پر اونچی آواز میں لگانے کی تلقین ہے بلکہ اسلام ان تمام چیزوں کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہے۔

حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُلْجُلٌ، وَلَا جَرَسٌ، وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ

[1] ترمذی: کتاب النکاح، باب اعلان النکاح، حدیث: ۱۰۸۹

[2] سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب اعلان النکاح، حدیث: ۱۸۹۶

رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ»

”فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو یا چیخنے والا ہو۔ اور فرشتے اس قافلے کے ساتھ بھی نہیں چلتے جس کے ساتھ گھنٹی ہو۔“[1]

دف کیا ہے؟

دف پر ایک طرف سے چمڑا منڈھا ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف کھلی ہے، دونوں طرف چمڑہ کسا ہونے کی صورت میں آواز سریلی نکلتی ہے۔ اس کی آواز پھٹے ہوئے ڈھول کی طرح ہوتی ہے اور یہ آخری حد ہے، جس کی اجازت دی گئی ہے۔

جب تک ایجاب و قبول نہیں ہو گا، لڑکی کا ولی نہیں ہو گا، کم از کم دو گواہ نہیں ہوں گے، نکاح نہیں ہو گا۔ اگر نکاح خفیہ ہو تو وہ نکاح نہیں بلکہ زنا ہے۔ خفیہ نکاح کے سلسلے میں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو الگ روکا ہے اور عورتوں کو الگ سے ذکر کر کے انہیں بھی روکا ہے:

﴿مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ﴾

”وہ مرد پارسا (نیک) ہو، نہ کہ شہوت رانی کرنے والا اور نہ ہی خفیہ دوستی کرنے والا ہو۔“[2]

﴿مُحْصَنَاتٍ غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ وَلَا مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾

”عورتیں پاکباز ہوں، نہ کہ شہوت زانی کرنے والی ہوں اور نہ چوری چھپے دوستیاں کرنے والی ہوں۔“[3]

---

1 سنن النسائی: کتاب الزینة، باب الجلاجل، حدیث: ۵۲۲۲

2 سورۃ المائدہ: ۵

3 سورۃ النساء: ۲۵

اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ مرد اور عورتیں آزادانہ ایک دوسرے سے دوستیاں کرتے پھریں۔ جس کا لازمی نتیجہ فحاشی اور زنا ہے۔ شریعت اس سلسلے میں پابندی لگاتی ہے کہ کوئی مرد یا عورت کسی غیر محرم کی طرف نگاہ تک نہ ڈالے اور اسے نظر کا زنا قرار دیتی ہے۔

5۔ حق مہر

قرآن مجید میں مہر کے لیے 'فریضہ' 'اجر' اور صدقہ کا لفظ آیا ہے۔ مہر مرد کی قدر و محبت کا مظہر ہے جو عورت کے لیے اس کے دل میں ہے۔ مہر صرف شریعت اسلام کا حصہ ہے اور کسی مذہب میں نہیں ہے۔ مہر بھی نکاح کی لازمی شرائط میں سے ہے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی کا حکم خود اللہ تعالی کی ذات نے دیا ہے۔ مہر تھوڑا ہو یا زیادہ مگر مہر کا ہونا لازمی شرط ہے۔

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾

"تم عورتوں کو ان کا حق مہر خوشی سے دے دو۔"[1]

مہر مرد کی طاقت کے مطابق ادا کیا جائے گا۔ احادیث یہ بات واضح کرتی ہیں کہ دین اسلام کتنا آسان ہے۔ عقبہ بن عامرؓ روایت کرتے ہیں:

«خَيْرُ الصَّدَاقِ أَيْسَرُهُ»

" بہترین حق مہر وہ ہے جو آسان ہو۔"[2]

اسلام نے مہر کی کم سے کم مقدار اور زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر نہیں کی۔ دین اسلام ہر معاملے میں آسانی دیتا ہے۔

1 سورۃ النساء: ۴

2 مستدرک حاکم: ۲ / ۱۹۸

سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں:

«هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ؟» قَالَ: لاَ، قَالَ: «اذْهَبْ فَاطْلُبْ وَلَوْ خاتمًا مِنْ حَدِيدٍ» فَذَهَبَ فَطَلَبَ، ثُمَّ جاءَ فَقَالَ: مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَلاَ خاتمًا مِنْ حَدِيدٍ، فَقَالَ: «هَلْ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ؟» قَالَ: مَعِي سُورَةُ كَذَا وَسُورَةُ كَذَا، قَالَ: «اذْهَبْ فَقَدْ أَنْكَحْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ»

" آپؐ سوال کرتے ہیں کہ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے (جسے تو حق مہر کے لیے استعمال کر سکے؟ تو وہ صحابی فرماتے ہیں کہ میرے پاس تو صرف میرا تہہ بند ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ اگر تو اپنا ازار دے دے گا تو تیرے پاس پہننے کے لیے کچھ نہیں ہو گا جاؤ کوئی چیز تلاش کر کے لے آؤ) تو صحابی کہنے لگے کہ مجھے کچھ نہیں ملا۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی لے آؤ۔ تلاش کیا کچھ نہ ملا۔ آپؐ نے فرمایا: تیرے پاس قرآن ہے؟ کہا فلاں فلاں سورت یاد ہے۔ فرمایا: جاؤ قرآن کا وہ حصہ پڑھا دینا میں نے اس کے بدلے تیرا نکاح اس سے کر دیا ہے[1]۔" سبحان اللہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«خَطَبَ أَبُو طَلْحَةَ أُمَّ سُلَيْمٍ، فَقَالَتْ: وَاللهِ مَا مِثْلُكَ يَا أَبَا طَلْحَةَ يُرَدُّ، وَلَكِنَّكَ رَجُلٌ كَافِرٌ، وَأَنَا امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ، وَلَا يَحِلُّ لِي أَنْ أَتَزَوَّجَكَ، فَإِنْ تُسْلِمْ فَذَاكَ مَهْرِي وَمَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَأَسْلَمَ فَكَانَ ذَلِكَ مَهْرَهَا»

" ابوطلحہؓ ام سلیم کی جانب منگنی کا پیغام بھیجتے ہیں تو وہ کہتی ہیں: اے

1 صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب الصداق وجوازه تعليم القرآن، حدیث: ۱۴۲۵

ابو طلحہ! تیرے جیسا اور تو کوئی نہیں کہ تجھے لوٹا دوں مگر تو تو کافر ہے اور میں مسلمان ہوں۔ میرے لیے جائز نہیں کہ تجھ سے نکاح کروں۔ اگر تو مسلمان ہو جائے تو یہی میرا حق مہر ہو گا اور میں اس کے علاوہ تجھ سے سوال بھی نہیں کروں گی۔ پس ابو طلحہؓ مسلمان ہو گئے تو یہی ان کا حق مہر ٹھہرا۔"[1]

عبد الرحمٰن بن ابی کشیبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"جو نکاح میں ایک درہم حق مہر کے طور پر دیتا ہے تو یہ نکاح بھی جائز ہے۔"[2]

اسی طرح اگر مرد صاحب استطاعت ہے تو اسے اپنی حیثیت کے مطابق حق مہر دینا ہو گا۔ چاہے وہ مہر کتنا بڑا خزانہ ہی کیوں نہ ہو۔ سورۃ النساء آیت نمبر 20 میں مہر کے لیے (قنطار) خزانہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

"اگر تم میں سے کسی نے اپنی بیویوں کو خزانہ بھر بھی مہر دیا ہے تو تم طلاق دیتے وقت واپس نہیں لے سکتے۔"[3]

مہر کم از کم قرآن کی آیت بھی ہو سکتا ہے اور زیادہ سے زیادہ خزانہ بھی ہو سکتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اوسط مہر اپنی ازواج کو دیا ہے وہ ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی ہے ،اس کی قیمت آج کل کے حساب سے تقریباً 1 لاکھ روپے بنتی ہے۔ مگر یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ اُس Status of life کے ساتھ تھا جس میں آپ زمین پر چٹائی پر لیٹتے تھے اور فقر کا یہ عالم تھا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو مہینے گزر جاتے تھے اور ہمارے گھر چولہا نہیں جلتا تھا (ازواج میں سے کسی گھر میں بھی کھانا نہیں پکتا تھا) اور صرف

---

[1] سنن النسائی: کتاب النکاح، باب التزویج علی الاسلام، حدیث: ۳۳۴۱

[2] البیہقی: ۱۴۱۵۰

[3] سورۃ النساء: ۲۰

دو چیزوں پر گزارہ ہوتا تھا۔ کھجور اور پانی کے ساتھ اور بعض اوقات انصاری ہمسائے دودھ کا تحفہ بھیج دیتے تھے، اس Status of life کے ساتھ آپ نے اتنا حق مہر دیا۔ مگر آج ہم شادی کی تقریبات پر صرف نمود و نمائش کی غرض سے چار، پانچ لاکھ صرف کھانے پر لگا دیتے ہیں مگر مہر چار، پانچ لاکھ کیوں نہیں دیتے؟

قرآن مجید میں ہے:

﴿وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾

"بیویوں کو ان کے مہر کھلے دل سے دیا کرو۔"[1]

ہمارے ہاں اگر لڑکی والے مہر کا مطالبہ کریں تو گھر آئی ہوئی باراتیں واپس چلی جاتی ہیں۔ جبکہ شریعت نے مہر عورت کا حق رکھا ہے اور اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ لوگوں نے دکھاوے کے لیے تو زیور ٹھیک ٹھاک رکھا ہوتا ہے۔ مگر مہر پانچ سو روپے رکھتے ہیں۔ وہ زیور دولہن کو دینے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ اصل میں اس میں چالاکی یہ ہوتی ہے کہ اگر اللہ نہ کرے یہ گھر نہ بسا تو ہم اپنا زیور واپس لے لیں گے اور لڑکی والے اپنا زیور واپس لے لیں گے۔ اور انتہا یہاں تک ہوتی ہے کہ کپڑے بھی جو دیے ہوتے ہیں وہ بھی واپس لے لیتے ہیں۔ جبکہ پانچ سو روپے کا آج کے دور میں اچھے ہوٹل میں ایک وقت کا کھانا بھی آپ نہیں کھا سکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ مہر کے سلسلے میں لوگوں کو اپنی سوچ درست کرنی چاہیے۔ اگر مرد (لڑکے والے) اپنی ناک رکھنے کے لیے 5 لاکھ کا کھانا کھلا سکتے ہیں تو لازماً مہر بھی انہیں 5 لاکھ یا اس سے زیادہ ہی ادا کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کی اتنی

[1] سورۃ النساء: ۴

مالی حیثیت تھی۔

آج کل حق مہر کی ادائیگی کی ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ مہر کی رقم لڑکی والوں سے لکھواتے ہیں۔ مگر ادا کرنے کی نیت نہیں ہوتی کہ بعد میں کس نے پوچھنا ہے تو اس سلسلے میں یاد رکھیں آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس شخص نے نکاح کیا اور مہر دینے کا ارادہ نہیں ہے تو وہ زانی ہے۔“[1]

بہتر یہی ہے کہ جب تقریب نکاح میں مہر مقرر کیا جائے تو تب ہی ادا کر دیا جائے۔ جہاں اتنے دوسرے اخراجات کرتے ہیں وہاں ذہنی طور پر پہلے سے تیار رہیں کہ مہر بھی ابھی ادا کرنا ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ شادی کے موقع پر ساری رسومات تو ہم ادا کر لیتے ہیں مگر جس دلہن کو آپ گھر لا رہے ہیں اور جس کی قدر دانی کے لیے اللہ تعالی نے مہر رکھا تھا۔ وہی قدر دانی ہم کر نہیں پائے۔ باقی ساری خرافات ہم نے کر لیں۔ نتیجتاً نکاح میں برکت نہیں رہتی۔ مہر مرد کی طرف سے بیوی کی قدر افزائی ہے، محبت کی نشانی ہے، اسے جتنی جلدی ہو سکے ادا کر دینا چاہیے۔ مگر ہمارے معاشرے میں بہت غلط رواج ہیں۔ مہر کی رقم ادا کرنے کا مرد سوچتے ہی نہیں یا معاف کروا لیتے ہیں۔

نکاح کے بعد مہر کی رقم میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ﴾

”اگر تم مہر مقرر بھی کر لو تو مہر مقرر کرنے کے بعد اگر تم کمی بیشی کرو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔“[2]

[1] مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، باب الرجل یتزوج امرأۃ، حدیث: ١٠١٩٧

[2] سورۃ النساء: ٢٤

مثلاً نکاح کے موقع پر پانچ ہزار روپے مہر مقرر ہوا تھا۔ مگر لڑکا بعد میں لڑکی کو ایک ہزار روپے پر راضی کرلیتا ہے۔ تو ٹھیک ہے مگر اس کے برعکس بھی ایک صورت ہے کہ لڑکی پانچ ہزار روپے کی بجائے دس ہزار روپے کا مطالبہ کرتی ہے اور مرد کو راضی کرلیتی ہے تو یہ بھی جائز ہے، مگر اس میں باہمی رضامندی شامل ہونا ضروری ہے۔

مہر ادا کرنے کا آسان اور سادہ طریقہ یہ ہے کہ جب لڑکوں کی شادی کی جائے اور جو زیور دلہن کے لیے بنایا جائے وہی حق مہر مقرر کرلیا جائے کوئی اضافی مالی بوجھ بھی نہیں پڑتا اور اس طرح اللہ کی رضامندی بھی ملتی ہے اسی سے برکتیں نازل ہوتیں ہیں اور گھر پر سکون رہتے ہیں۔ ورنہ ایسے گھروں سے برکتیں رخصت ہوجاتی ہیں۔

یاد رکھیں مہر لڑکی کا اپنا ذاتی حق ہے، یہ لڑکی کے باپ یا ولی کا حق نہیں ہے۔ اللہ نے لڑکی کو پالنے پر باپ کو جنت کی بشارت دی ہے اور بیٹی دوزخ اور باپ کے درمیان آڑ بن جاتی ہے۔ اور قیامت کے روز اس شخص کو آپ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوتا ہے۔ باپ لڑکی کے خاوند سے لڑکی کی پرورش کی اجرت کے طور پر مہر کی رقم وصول نہیں کرسکتا۔ مہر کی رقم کو نکاح کے وقت پورا بھی ادا کیا جاسکتا ہے اور اگر مرد چاہے تو آدھا نکاح کے وقت ادا کردے اور آدھا بعد میں، ایک اور صورت بھی ہے کہ مہر پورا کا پورا بعد میں ادا کردیا جائے یہ تمام سہولتیں صرف اور صرف نکاح کے معاملات میں سہولت پیدا کرنے کے لیے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ مہر کی رقم ادا نہ کرنے کی اہلیت کی وجہ سے نکاح میں تاخیر کی جائے۔ مگر آج ہم نے بہت سی غیر ضروری چیزیں نکاح میں شامل کرلی ہیں۔ بہت لمبی لمبی باراتیں،ولیمے کا بہت بڑا Function، کپڑوں کے ڈھیر،زیورات اور پتا نہیں کیا کچھ دولہے کے ماں باپ، بہن بھائیوں، چچا چچی، خالہ وغیرہ کے جوڑے، لڑکی کا لمبا چوڑا جہیز یہ تمام خرافات اور لغویات میں آتے ہیں۔ اس طرح

مایوں ، مہندی کے Function، آج ہم نے اپنی ترجیحات بدل لی ہیں۔ شیطان کی ترجیحات پر پیسا لگاتے ہوئے ہمیں تکلیف نہیں ہوتی مگر اللہ کے حکم کو نہ مانتے ہوئے ہمیں احساس تک نہیں ہوتا اور مہر کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ بعد میں دے دیا جائے گا۔ جبکہ اللہ کا فرمانبردار بندہ مہر فوراً ادا کرے گا اور اسے اللہ کا حکم سمجھے گا۔ اور باقی رسموں میں اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنی استطاعت سے آگے نہیں بڑھے گا۔

ولیمہ کرنا آپ ﷺ کی سنت ہے۔ولیمہ 'ولم' سے ہے جس کا مطلب 'اکٹھا ہونا' ہے۔

ابن اعرابی کہتے ہیں کہ اس کی اصل یہ ہے کہ کسی چیز کا مکمل ہونا۔ اگر اللہ نے وسعت دی ہے تو ولیمہ دل کھول کر کریں۔ اگر وسعت نہیں تو قید نہیں کہ اتنے لوگوں کا انتظام کیا جائے۔

حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو فرمایا:

«أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ»[1]

ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ہو۔"

ولیمہ اصل میں خوشی منانے کی ایک تقریب ہے جو کہ لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ شادی رنکاح کے موقع پر صرف ایک ہی کھانا ہے اور وہ ولیمے کا کھانا ہے۔ جہاں تک برات کا تعلق ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے۔ اسلام میں اس کا تصور ہی نہیں ہے۔ گھر لڑکے کا آباد ہو رہا ہے قوام خاوند کو بنایا ہے تو مال بھی نکاح کے موقع پر لڑکے کا ہی خرچ ہو گا۔

[1] صحیح البخاری:کتاب النکاح ،باب قول الرجل لاخیه انظر اية زوجتى؟ حدیث:۵۰۷۲

تین دن تک ولیمہ کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

«طَعَامُ أَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّانِي سُنَّةٌ، وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ»

"پہلے دن ولیمہ حق ہے، دوسرے دن نیکی ہے، تیسرے دن دکھاوا اور شہرت ہے۔"(1)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الوَلِيمَةِ، يُدْعَى لَهَا الأَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الفُقَرَاءُ»

"بدترین کھانا ولیمہ کا کھانا ہے کہ جس میں امیر تو مدعو ہوتے ہیں اور فقیروں کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔"(2)

جو آتا ہے اسے روک دیا جاتا ہے اور جو نہیں آنا چاہتا اسے بلایا جاتا ہے۔

آپ نے حضرت زینب کا ولیمہ شاندار کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

«أَوْلَمَ رَسُولَ اللهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَنَى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فأشبع النَّاس خبْزًا وَلحَمًا»

"میں حضرت زینبؓ کے ولیمے پر موجود تھا لوگوں نے خوب سیر ہو کر گوشت اور روٹیاں کھائیں۔"(3)

1 الترمذی: كتاب النكاح ،باب الوليمه، حدیث: ۱۰۹۷

2 صحیح بخاری: كتاب النكاح ،باب من ترک الدعوة فقد عصى الله و رسوله، حدیث: ۵۱۷۷

3 صحیح بخاری: کتاب التفسير القرآن امته، باب قوله لا تدخلو بيوت النبي، حدیث: ۴۷۹۴

لیکن حضرت صفیہؓ بنت حیی کا ولیمہ آپ نے بالکل سادہ کیا۔ ایک چمڑے کا دستر خوان بچھا دیا گیا۔ لوگ اپنے کھانے کا سامان خود لاتے رہے۔ بعد میں سب نے مل کر کھالیا۔ یعنی اس ولیمے میں آپ ﷺ نے لوگوں کو بالکل سادہ کھانا کھلایا۔ اور وہ بھی لوگ خود ہی لائے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"آپؐ نے فرمایا جس کے پاس جو کچھ ہے وہ لے آئے کوئی پنیر لے کر آیا، کوئی کھجور لے کر آیا، کوئی گھی لے کر آیا۔ آپ نے سب کو ملا کر اکٹھا کیا۔"[1]

آج ہم شان دار ولیمہ تو کر لیتے ہیں...... کبھی سادہ ولیمہ کی تقریب کو بھی سنت سمجھ کر رواج دیں۔ ولیمے پر اندھا دھند خرچ کرنا، دیکھا دیکھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ولیمے کی تقریب کرنا، اپنی شان و شوکت کا اظہار دعوت ولیمے سے کرنا لغویات میں سے ہے۔ اور یاد رکھیں۔

نبی کریم ﷺ نے دیکھا دیکھی کھانا کھلانے والوں کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔[2]

«أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ أَنْ يُؤْكَلَ»

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حجۃ اللہ بالغہ میں لکھتے ہیں کہ اگر دو شخص ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لیے دعوت دیں تو ان کی دعوت کو قبول نہ کیا جائے کیونکہ ان

1 صحیح بخاری: کتاب النکاح، باب فضیلة اعتاقه امته ثم یتزوج، حدیث: ۱۳۶۵

2 سنن ابوداود: کتاب النکاح: باب فی طعام المتبارین، حدیث: ۳۷۵۴

میں سے ہر شخص دوسرے کو نیچا دکھانا چاہتا ہے۔

ولیمہ کا مسنون طریقہ

ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف و تفاخر سادگی سے ولیمہ کیا جائے۔ آپ ﷺ نے جو سب سے شاندار ولیمہ کیا ہے وہ حضرت زینبؓ کے نکاح میں کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«مَا أَوْلَمَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَائِهِ مَا أولم على زَيْنَب أولم بِشَاة»

"حضور ﷺ نے جتنا شاندار ولیمہ حضرت زینب کے نکاح میں کیا اتنا اپنی کسی شادی میں بھی نہیں کیا۔ آپ نے حضرت زینبؓ کے نکاح میں ایک بکری کے ساتھ ولیمہ کیا۔"(1)

آپ ﷺ کا سب سے بڑا اور شاندار ولیمہ وہ تھا کہ جس میں ایک بکری ذبح کی گئی اور آج اس نبیؐ کے امتیوں کا ولیمہ ہے کہ ہم دعوت ولیمہ میں لاکھوں روپے خرچ کر دیتے ہیں...... اور پھر اسے سنت کا نام دیتے ہیں جبکہ حقیقت میں نفس پرستی ہے اور کچھ نہیں!

اگر دولہا صاحبِ حیثیت نہ ہو تو اس صورت میں بھی آپ ﷺ کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

«فَأَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوسًا، فَقَالَ: «مَنْ كَانَ عِنْدَهُ

1 صحیح بخاری: كتاب النكاح، باب من اولم على بعض نسائه، حدیث:۵۱۷۱

شَيْءٌ فَلْيَجِئْ بِهِ»، قَالَ: وَبَسَطَ نِطَعًا، قَالَ: فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالْأَقِطِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالتَّمْرِ، وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِالسَّمْنِ، فَحَاسُوا حَيْسًا، فَكَانَتْ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ»

رسول اللہ ﷺ خیبر سے روانہ ہوئے تو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ پھر آپ ﷺ ایک منزل پر ٹھہرے اور ان سے خلوت کی، صبح کو فرمایا جس کے پاس کھانے پینے کی بچی ہوئی چیزیں ہوں وہ ہمارے پاس لے آئے۔ چنانچہ کوئی کھجوریں لایا اور کوئی گھی لے آیا۔ پھر لوگوں نے ملا کر حلوہ بنایا اور آپ ﷺ کے ساتھ تناول کیا۔[1]

حضرت صفیہ بنت شیبہؓ فرماتی ہیں:

« أَوْلَمَ النَّبِيُّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم عَلَى بَعْضِ نِسَائِهِ بمدين من شعير»

حضور ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ صرف دو سیر جو کے ساتھ کیا۔[2]

اگر وسعت نہیں، تب بھی ولیمہ کیا ایسا نہیں کیا کہ شادی تو آپ ﷺ نے کی ہو مگر ولیمہ نہ کیا ہو۔ اسلام اعتدال پسندی کا مذہب ہے۔ آپ ﷺ نے تنگی کے حالات میں بھی ولیمہ کیا۔ آپؐ نے صحابہ کو بھی ولیمہ کرنے کا حکم دیا اور ترغیب دلائی ہے اور خود عمل کر کے امت کے لیے اسوہ حسنہ قائم کیا۔ دین میں بہت آسانی ہے۔ اللہ ہمیں نبی کی سنتوں پر عمل کرنے والا بنائے۔ (آمین)

1 صحیح مسلم: كتاب النكاح ،باب فضيلة اعتاقه امته

2 صحیح بخاری: كتاب النكاح، باب من اولم قل من شاة، حدیث: ۵۱۷۲

نکاح کے بعد اور رخصتی سے قبل لڑکا لڑکی کے تعلقات

نکاح کے بعد جتنی جلدی ہو سکے رخصتی کر دینی چاہیے۔ اصل بات یہ ہے کہ نکاح کے بعد لڑکا لڑکی پر اپنا اختیار سمجھتا ہے۔ مگر لڑکے کا اختیار لڑکی پر تب تک نہیں ہے۔ جب تک وہ لڑکی کی رخصتی کروا کر اپنے گھر نہ لے جائے۔

جب تک لڑکی والدین کے گھر ہے نکاح کے بعد بھی لڑکی پر مکمل اختیار اس کے والدین کا ہی ہے۔ اب لڑکا یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم میری بیوی ہو تو میرا یہ یہ مطالبہ پورا کرو۔ اس طرح لڑکی کے لیے۔ (جو ابھی اس کی مکمل بیوی نہیں بنتی ہے۔ جب کہ لڑکا اسے اپنی بیوی سمجھ رہا ہے۔) بہت سے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کا نکاح

"حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

«فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ، وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا، لاَ أَدْرِي مَا تُرِيدُ بِي فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي البَيْتِ، فَقُلْنَ عَلَى الخَيْرِ وَالبَرَكَةِ، وَعَلَى خَيْرِ طَائِرٍ، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِنَّ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِي، فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى، فَأَسْلَمَتْنِي إِلَيْهِ»

ایک روز ام رومانؓ (میری ماں) میرے پاس آئیں.... میں اس وقت جھولے پر تھی اور میری سہیلیاں میرے پاس تھیں۔ ام رومانؓ نے مجھے آواز دی۔ میں ان کے پاس چلی گئی۔ مجھے بالکل خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ کیا کرنا چاہتی ہیں۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے گھر کے اندر داخل کر دیا۔ میں نے دیکھا وہاں انصار کی چند عورتیں بیٹھی ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا: اللہ مبارک کرے۔ اللہ بھلا کرے۔ میری ماں نے مجھے ان کے سپرد کر دیا اور انہوں نے مجھے آراستہ کیا اور پھر میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب چاشت کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میری والدہ نے مجھے آپ کے سپرد

کر دیا۔ "[1]

نہ بارات آئی، نہ جہیز تیار ہوا، نہ کھانے پکائے گئے۔ ان کی والدہ خود انہیں آپ ﷺ کے پاس چھوڑ آئیں۔ یہ اس خاتون کی رخصتی تھی جو کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

حضرت فاطمہؓ کا نکاح

حضرت فاطمہؓ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے زیر کفالت آپؐ کے گھر میں رہتے تھے۔ اور آپؐ ان کے ذمہ دار تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جب حضرت فاطمہؓ سے نکاح ہوا تو آپ نے نکاح کے بعد رخصتی کروانا چاہی۔ تو آپؐ نے فرمایا:

" انہیں کچھ دو، تو حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے پاس تو دینے کے لیے کچھ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: آپ کی وہ زرہ کہاں ہے؟ حضرت علیؓ اپنی زرہ لے آئے آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کو دی کہ وہ بازار میں بیچ آئیں۔ اس زرہ کے خریدنے والے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ جب وہ اس زرہ کو خرید لیتے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں بتاتے ہیں کہ یہ زرہ اس لیے بیچی جارہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کروائی جائے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ بھی واپس کر دی، قیمت کی ادائیگی وہ پہلے ہی کر چکے تھے۔ اور کہنے لگے کہ یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ زرہ اور پیسے لے کر حضرت محمد ﷺ کے پاس لوٹتے ہیں، آپ ﷺ نے ان پیسوں میں سے کچھ حضرت فاطمہؓ کے مہر کے لیے رکھ

[1] صحیح بخاری: کتاب مناقب الانصار: باب تزويج عائشة، حدیث: ۳۸۹۴

لیے اور کچھ پیسے ولیمے کے لیے رکھ لیے اور کچھ پیسوں میں حضرت فاطمہ کے لیے خوشبو منگوائی (تاکہ وہ بناؤ سنگھار کر سکیں) اور کچھ پیسوں سے حضرت علی کے گھر کا سامان منگوایا۔ جس میں ایک گدا، ایک مشکیزہ، دو چکی کے پاٹ، دو جائے نماز اور کچھ اور چیزیں بھی شامل تھیں۔ آپ ﷺ نے یہ تمام چیزیں حضرت علیؓ ہی کی طرف سے منگوائی تھیں نہ کہ جہیز کے طور پر حضرت فاطمہؓ کو دیں تھیں۔ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذمہ دار ہونے کی حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہی مال میں سے اس کا انتظام کیا تھا۔[1]

جب یہ انتظامات ہو گئے تو آپ ﷺ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمنؓ جو کہ گھر کی بزرگ خاتون ہونے کی حیثیت رکھتی تھیں ان کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر بھجوایا۔ آپؐ کی چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی کوئی بارات نہیں آئی۔ (آج ہم بارات پر چار، پانچ سو لوگوں کو کیسے بلا لیتے ہی۔)

ہمارے معاشرے میں اس حد تک ذہن سازی کر دی گئی ہے کہ اگر کسی کو کہا جائے کہ اسلام میں بارات کا کوئی تصور نہیں اور صرف شادی کے موقع پر ایک روز اور وہ بھی ولیمے کا کھانا ہے تو کوئی بھی اس بات کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں، نہ لڑکے والے اور نہ ہی لڑکی والے........ انہیں یہ باتیں عجیب لگتی ہیں۔ حقیقت حال کا انہیں علم نہیں ہوتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

[1] سنن ابوداود؛ کتاب النکاح، باب فی الرجل یدخل بامرأته، حدیث:۲۱۲۶

عبدالرحمٰن بن عوف کا نکاح[1]

عبدالرحمن بن عوف رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کپڑوں پر زرد رنگ لگا دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن بن عوف! یہ کیا ہے؟ (اس دور میں شادی کے موقع پر زرد رنگ کی خوشبو استعمال کرتے تھے) انہوں نے جواب میں عرض کیا! میں نے ایک عورت سے نواۃ برابر سونے (کے مہر) پر نکاح کیا ہے۔"[2]

یہ تھے امیر ترین صحابی جس کی تجارت کے چرچے ملک شام اور یمن میں عام تھے۔ دنیا کی ضرورت کی ہر چیز ان کو میسر تھی اور دنیا میں ہی جنتی ہونے کی بشارت مل گئی تھی۔ یہ ان صحابی کا عمل ہے کہ شادی تو ہوئی لیکن نبی ﷺ تک کو علم نہیں ہو سکا اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے نہ بلانے پر شکوہ کیا۔

اللہ ہمیں ایسا ایمان دے جو کہ معاشرے کے رسم ورواج کے برخلاف ہمیں پیارے نبی ﷺ کی پیاری سنتوں پر عمل کرنے کی ہمت عطا کرے۔ آج معاشرے میں پھیلی برائیوں کے سدِباب کے لیے ہمیں ہی پہلا قدم اٹھانا ہو گا۔ اپنی ذات سے اس تبدیلی کا آغاز کرنا ہو گا اور یقیناً یہ کوئی آسان کام نہیں۔ اس راہ میں مصائب، مشقتیں، تکالیف برداشت کرنی ہوں گی، قربانیاں دینی ہوں گی، خواہشات کو مارنا ہو گا۔ پھر جا کر معاشرے سے برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کے بتائے ہوئے

[1] عبدالرحمٰن بن عوف عشرہ مبشرہ میں سے تھے

[2] نواہ کھجور کی گٹھلی کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد سونے کی ایک مخصوص مقدار تھی جس کی مالیت 500 درہم ہوتی تھی

طریقے کو من و عن قبول کرنا ہی ہماری کامیابی ہے۔رب کا وعدہ سچا ہے اور ہمارے رسم ورواج جھوٹے ہیں، دھوکا ہیں۔کامیابی، سکون، راحت چاہیے تو اپنے قول اور فعل کو احکام الٰہی اور سنت نبویؐ کے تابع کریں پھر دیکھیں کامیابی کیسے آپ کے قدم چومتی ہے۔

"اب جس کا جی چاہے، بھلائیوں والا راستہ اپنالے اور جس کا جی چاہے دوسرا (لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ) نافرمانی والا راستہ اختیار کرنے والوں کے لیے ہم نے جہنم کی آگ تیار کر رکھی ہے۔"[1]

[1] سورۃ الکھف: ۲۹

چھٹا باب

نکاح کے سلسلے میں ہمارے رسم و رواج اور ان کی حقیقت

ایک مسلمان کے 24 گھنٹے اللہ کی اطاعت میں گزرنے چاہییں۔ خوشی یا غمی کا کوئی لمحہ ایسا نہیں ہونا چاہیے جو کہ اللہ کو ناراض کرنے والا ہو۔ اگر آج ہم اپنی شادی بیاہ کی رسومات کو دیکھیں تو کیا یہ سب اللہ کی اطاعت میں کیا جا رہا ہے؟ یا پھر دنیا کی دیکھا دیکھی، ہم حقیقی معنوں میں مسلمان ہیں؟ ہماری زندگیاں عمل سے اتنی خالی کیوں ہیں؟

کتنی ہی مسلمان بہنیں ہیں۔ جو پردے دار ہیں، دین دار کہلواتی ہیں۔ مگر شادی کی تقریب میں دلہن بنی ہوں یا پھر ویسے شادی میں شامل ہوں۔ ایسے سمجھتی ہیں جیسے ان پر آج کوئی شرعی حکم نافذ نہیں اور وہ اللہ کے احکامات سے بالکل آزاد ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا احساس تک نہیں ہوتا۔ رسم و رواج اور دنیا کو خوش کرنے کے لیے ہم اپنے حقیقی معبود کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں۔ جس رب کو راضی کرنا تھا اس کو ناراض کر کے زندگی میں خوشیاں حاصل کرنے میں لگ جاتے ہیں۔ جبکہ یاد رکھیں خوشیاں ہمیشہ خوشیاں دینے والے کو راضی کرنے سے ملتی ہیں۔ یہ دنیا کی عارضی لذتیں صرف دھوکا ہیں، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیا کی خوبصورتیوں کو فانی کہا ہے۔ اصل لذتیں تو اللہ کی رضا سے حاصل ہوتی ہیں۔ دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز، خوبصورت سے خوبصورت ترین لمحہ بھی اللہ کے سامنے مکھی کے پر کے برابر بھی نہیں۔ یہ دنیا اور اس کی رنگینیاں سب فانی ہیں۔ مگر افسوس آج ہم اپنا سارا وقت صلاحیتیں، جوانیاں، محنت اور خون پسینا ایک کر کے کمائے ہوئے مال کو اس دنیا کے

عارضی سے نفع کے لیے برباد کر دیتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ سب چیزیں اتنی قیمتی ہیں کہ ہمیں ان سے رب کی رضا کا سودا کرنا چاہیے تھا۔

شادی بیاہ کے موقع پر نمود و نمائش مقابلہ بازی، کے لیے ہم کیا کچھ نہیں کرتے۔ اپنی خوشی کے لمحات میں خوشیاں دینے والے رب کو ناراض مت کریں اور ایسی تمام غیر شرعی رسومات کا مکمل بائیکاٹ کریں جن کا تعلق دین اسلام سے نہیں۔ اور اسلامی طرز کے نکاح کی سنت کو جاری کریں۔

منگنی کی تقریب، مہندی، مائیوں، بارات، مکلاوے، جہیز، سلامی، نیوتا اور اس جیسی تمام رسومات کا دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اس طرح شادی بیاہ پر آتش بازی، تصویریں بنانا، مخلوط مجالس کرنا، بے پردگی، ناچ گانا وغیرہ یہ تمام خرافات ہیں۔ نکاح ایک مقدس فریضہ ہے اور انبیاء کی سنت ہے۔ اسے سنت کے طور پر جاری کریں۔ اور اس سنت کو جب ہم اپنی خواہشات اور رسم و رواج کے تابع کر لیتے ہیں۔ تو یہ سنت ثواب کا باعث نہیں بلکہ اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے۔ اس وقت اللہ کے اس حکم کو یاد کر لیا کریں۔

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ﴾

"اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیات کا مذاق اڑاتے ہوں تو ان لوگوں سے کنارہ کش ہو جائیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں نہ لگ جائیں۔"[1]

ایسی مجالس میں شرکت کرنا بھی گناہ ہے، کجا کہ ہم خود ایسی مجلسوں کا اہتمام کریں۔

[1] سورۃ الانعام: ۶۸

دولہا سونے کی انگوٹھی نہ پہنے

مرد پر سونا حرام ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فِي يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ فَقَالَ: «يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ إِلَى جَمْرَةٍ مِنْ نَارٍ فَيَجْعَلُهَا فِي يَدِهِ؟»

”بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی، اسے اتارا اور پھینک دیا اور کہا: تم میں سے جو ارادہ کرتا ہے کہ وہ آگ کا انگارہ پہن لے تو وہ یہ انگوٹھی پہن لے۔“[1]

شادی کے موقع پر بے پردگی نہ کریں

«وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ، مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا»

”ایسی عورتیں (بے پردہ) جو کپڑے پہن کر بھی ننگی ہوں اپنی جانب مائل کرنے والی اور خود مائل ہونے والی۔ بالوں کو یوں سنوارتی جیسے اونٹنی کی کوہان ہو وہ جنت میں داخل ہونا تو دور کی بات ہے جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی۔“[2]

شادیوں پر مخلوط مجالس کا اہتمام نہ کریں اور اگر غیر محرم مردوں کا آنا جانا ہو تو پردے کے احکامات کی پابندی کریں۔

---

1 صحیح مسلم: كتاب اللباس و الزينة، باب طرح خاتم الذهب، حدیث: ۲۰۹۰

2 صحیح مسلم: كتاب الجنة و صفة نعيمها، باب النار يدخلها الجبارون، حدیث: ۲۱۲۸

موسیقی سے اجتناب کریں

موسیقی اسلام میں حرام ہے، حضرت ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جُلْجُلٌ، وَلَا جَرَسٌ، وَلَا تَصْحَبُ الْمَلَائِكَةُ رُفْقَةً فِيهَا جَرَسٌ»

" فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں گھنٹی ہو یا چیخنے والا ہو اور فرشتے اس قافلے کے ساتھ بھی نہیں چلتے جس کے ساتھ گھنٹی ہو۔"[1]

عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«فِي هَذِهِ الأُمَّةِ خَسْفٌ وَمَسْخٌ وَقَذْفٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَتَى ذَاكَ؟ قَالَ: إِذَا ظَهَرَتِ الْقَيْنَاتُ وَالْمَعَازِفُ وَشُرِبَتِ الْخُمُورُ»

" اس امت میں صورتیں بگڑنے، زمین میں دھنسنے اور پتھر برسنے کے واقعات ہوں گے۔ کہنے والے نے کہا: ایسا کب ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب گانے والیاں اور ناچنے والیاں عام ہو جائیں گی اور شراب پی جانے لگے گی۔"[2]

تصویریں اور ویڈیو نہ بنوائیں

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

1 سنن النسائی: کتاب الزینة، باب الجلاجل، حدیث: ۵۲۲۲

2 سنن الترمذی: کتاب الفتن، باب ما جاء فی علامة حلول الفتن، حدیث: ۲۲۱۲

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ»

"قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب تصویریں بنانے والوں کو ہو گا۔"(1)

نیوتا کی اسلام اجازت نہیں دیتا

ہمارے معاشرے میں نیوتا کے نام پر رسم کی جاتی ہے اور اس کے لیے حدیث میں سخت الفاظ آئے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"ہمارے لیے بری مثال ہے کہ ہبہ دے کر واپس لینے والا ایسے ہی ہے جیسے کتا قے کرکے چاٹ لے۔"(2)

جہیز ایک لعنت ہے

جہیز اسلامی نکاح کا حصہ نہیں ہے۔ عقلی اعتبار سے دیکھیں تو گھر لڑکے کا بن رہا ہے ، دلہن لڑکے کے گھر جارہی ہے اس گھر کا قوام / حکمران / ذمہ دار دلہا ہے۔ اس گھر میں حکم چلے گا لڑکے کا تو مال بھی لڑکے کا لگنا چاہیے۔ ہمارے ہاں پہلے دن کے میرج ہال کا خرچہ ، پہلے دن دلہن کے کپڑے اور زیورات کا خرچہ لڑکی والوں کی طرف سے ہوتا ہے اور اس طرح کم از کم Bed room کا سامان لڑکی والوں کو دینا ہوتا ہے۔ اور کتنے لڑکے والے پورے پورے گھر کے فرنیچر اور سازوسامان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اور اگر نہ مانگیں بعد میں طعنے دیتے ہیں اور اتنا تنگ کرتے ہیں کہ لڑکی والوں کو مجبوراً دینا

1 صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة، حدیث: ۵۹۵۰

2 صحیح بخاری: کتاب الھبة وفضلھا، باب لا یحل لاحد یرجع في ھبة، حدیث: ۲۶۲۲

پڑتا ہے۔ میرا ایک سوال ہے، جو لڑکا اپنی دلہن کے لیے زیورات، کپڑے، گھر کے ساز وسامان کا انتظام نہیں کر سکتا تو کیا وہ لڑکا اس کے قابل ہے کہ اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا جائے؟

یہ جہیز کی رسم ہندوانہ ہے۔ ہندو بیٹی کو وراثت نہیں دیتے انہوں نے جو کچھ دینا ہوتا ہے ایک بار ہی اپنی بیٹی کو دینا ہوتا ہے اور سب شادی کے موقع پر دے دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ آج تمہاری ڈولی وہاں جارہی ہے اور میت بھی وہاں سے اٹھے گی۔

ہندوؤں میں لڑکی کا جائیداد میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔شادی کے بعد خاوند ہی اس کا سب کچھ ہوتا ہے۔ اگر خاوند مرے تو وہ آگ میں جلے مگر وہ لڑکی بھی زندہ آگ میں جھونک دی جاتی ہے، اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔ ہماری شریعت قطعاً ایسا نہیں کہتی، مگر آج ہم نے ہندوؤں کے طور اطوار سیکھ لیے ہیں اور اب لڑکیاں خود اپنے والدین سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ہمیں آپ شادی کے موقع پر جہیز میں فلاں اشیاء دیں اور ساری دنیا جہاں کی چیزیں اکٹھی کر لیتی ہیں۔ جبکہ لڑکی کو یہ بات سمجھ آجانی چاہیے کہ یہ تمام ضروریات پوری کرنا لڑکے کا کام ہے جس سے نکاح ہونے جارہا ہے نہ کہ لڑکی کے والدین کا۔

اس ہندوانہ رسم کا مکمل بائیکاٹ کریں اور جہیز کے نام سے اپنی بیٹیوں کو وراثت سے محروم نہ کریں۔ہاں والدین شادی کے اس پر مسرت موقع پر اپنی بچیوں کو اپنی حقیقت کے مطابق تحفے اور ہدیے دے سکتے ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرض لے کر، نمود ونمائش کی خاطر، رسم ورواج کو پورا کرنے کے لیے۔ گھر کا سارا ساز وسامان دیا جائے۔ بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق صلہ رحمی کے اجر کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی بچیوں کو دیں۔ مگر اسے وراثت کا نعم البدل نہ بنائیں۔ گھر کے ساز وسامان کا انتظام کرنا لڑکے کی ذمہ داری ہے۔ لڑکی کے والدین یہ بے جا بوجھ مت ڈالیں یہ ظلم ہے۔

ساتواں باب

نکاح میں سادگی کو رواج دیں

1. نکاح میں سادگی اختیار کی جائے، نمود و نمائش سے اجتناب کیا جائے۔

عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"بہترین نکاح وہ ہے جس میں آسانی ہو۔"[1]

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«أعظم النكاح بركة ايسره مؤنة»

"بے شک برکت کے لحاظ سے عظیم نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم خرچہ ہو۔"

2. خطبہ نکاح کا اہتمام کیا جائے۔ اس موقعہ پر نکاح خواں شادی کی غیر شرعی رسوم ورواج پر ضرور بات کریں۔ خواتین کو نکاح اور بعد ازاں دعا میں ضرور شامل کیا جائے۔

3. نکاح مساجد میں کیے جائیں

نکاح کے موقع پر مساجد کو آباد کیا جائے نہ کہ میرج ہال کو..... آپؐ نے نکاح مساجد میں کرنے کو کہا ہے۔ اور نکاح کی مجلس کے تمام افراد کا مسجد میں انتظام کیا جائے۔ مسجد ہی سے رخصتی کی جائے۔

4. برات کی بجائے ولیمے کو رواج دیں

ولیمے کے دن اپنے دوست، احباب کو دعوت دیں اور اپنی استطاعت کے مطابق

[1] صحیح الجامع

اسراف اور ریاکاری سے بچتے ہوئے ولیمے کا انتظام کریں۔

5. بچیوں کو وراثت میں حصہ دیں اور جہیز کی رسم کا مکمل بائیکاٹ کریں

6. مہر کی ادائیگی جلد از جلد کریں

مہر لڑکا اپنی استطاعت کے مطابق ادا کرے۔ اس معاملے میں لڑکے کو چاہیے کہ قرآن کی ہدایت کے مطابق مہر دل کھول کر اور موقع پر ادا کرے۔

7. مسنون دعاؤں کی پابندی ضرور کریں تا کہ خیر و برکت حاصل ہو۔

8. اللہ کی فرمانبرداری کرنے کا دل سے پختہ عہد کریں اور اس سلسلے میں دعا بھی کریں۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگ اللہ کی فرمانبرداری کرنے کے لیے ذہنی طور پر 1 فیصد بھی تیار نہیں اور شیطان کی بات ماننے کے لیے 100 فیصد تیار ہیں۔ ہم لوگ برات چھوڑ نہیں سکتے اور ولیمہ کر نہیں سکتے۔ اپنی ساری شان و شوکت برات کے ذریعے ظاہر کرتے ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو ہیں تو آج کے دور میں بھی اسلامی طریقے سے شادیاں کر سکتے ہیں۔ شادی والے دن صبح 2 نفل حاجت پڑھ کر کاموں کا آغاز کریں۔ تمام دن نمازوں کا خاص پر وقت پر پڑھنے کا اہتمام کریں۔ اسی طرح نکاح سے قبل صدقہ ضرور کریں۔ ہو سکے تو کسی غریب کی شادی اپنی بچی کی شادی کے ساتھ کر لیں۔ خاندان کے 5، 7 بزرگ افراد لڑکی والوں کے گھر چلے جائیں اور جا کر لڑکی کو لے آئیں۔ اس سلسلے میں دعوت نامے چھپوانے کی ضرورت نہیں۔

میں آپ کو ایک مثال دیتی ہوں میرے بھائی کی بیٹی کا نکاح تھا لڑکی PHD تھی اور لڑکا بھی فرانس سے PHD کر کے آیا تھا دونوں گھرانے کھاتے پیتے تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کے نکاح سے دو روز قبل SMS کر دیا کہ فلاں دن ظہر کے بعد میری بیٹی عائشہ

کا نکاح ہے اور ہر گھر سے زیادہ سے زیادہ دو، دو افراد آجائیں۔ ہم 7 بہن بھائی جو یہاں ہیں ہم سب کے گھروں سے دو / دو افراد پہنچے۔ اسی طرح لڑکی کی والدہ کے بہن بھائیوں میں سے بھی دو دو افراد پہنچ گئے۔ برات کی عورتیں بھی 7/5 تھیں اور مرد بھی 7/5 تھے اور شادی کی اس تقریب میں کل برات کے اور گھر والے اور ہم سب مہمان ملا جلا کر 50/60 افراد ہوں گے۔ ظہر کے بعد نکاح کی تقریب ہوئی۔ ساتھ ہی کھانا کھایا اور 4 بجے لڑکی کو رخصت کر کے ہم بڑے آرام اور سکون سے گھر واپس آ گئے۔ یہ سب کچھ بہت پر سکون ماحول میں ہوا۔

آج بھی ہم ایسی شادیاں کر سکتے ہیں۔ اگر آپ کے پاس بہت مال ہے تو آپ لغو رسومات پر لگانے کی بجائے اپنے بچوں کو تحفے کے طور پر نکاح میں دیں۔ لڑکے والے اپنے لڑکے کو دیں اور لڑکی کے والدین اپنی بچی کو دیں۔ 500 افراد کو اکٹھا کر کے کھانا اور میرج ہال کا خرچہ کرنا اور دیگر رسومات پر لاکھوں خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ کہ مال صلہ رحمی کے طور پر نئے جوڑے کو نیا گھر بسانے کے لیے دیں اس طرح آپ کو اجر بھی ملے گا اور مالی طور پر بھی مستحکم ہوں گے۔ اور اگر یہی مال آپ رسم و رواج کو نبھانے کے لیے لگا دیں گے تو اجر کی بجائے گناہ گار ہوں گے اور مال بھی ضائع ہو گا۔

محبوب ﷺ کی سنتوں کو اسی طرز پر زندہ کریں۔ (اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔ آمین)

حضرت جریرؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ

سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ»

"جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا، تو اس کو خود اس پر عمل کرنے کا اجر بھی ملے گا اور ان کا بھی اجر ملے گا جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے اجروں میں کچھ کمی ہو اور جس نے اسلام میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا تو اس پر (اس کے عمل کا بھی) بوجھ ہو گا اور ان سب کے گناہوں کا بھی بوجھ ہو گا جو اس کے بعد اس برائی پر عمل کریں گے، بغیر اس کے کہ ان کے بوجھوں میں کوئی کمی ہو۔"[1]

1 صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقة، حدیث: ۱۰۱۴

دلہن کے لیے خصوصی ہدایات

لڑکی کی زندگی کے خوبصورت ترین لمحات وہ ہوتے ہیں۔ جب وہ دلہن بنتی ہے۔ ان خوبصورت لمحات میں اللہ کے احکامات کو بھولنا نہیں چاہیے۔ بہت دین دار لڑکیاں بھی اپنی شادی کے موقع پر شیطان کے بہکاوے میں آجاتی ہیں۔ اور ایسے گناہ کر لیتی ہیں جو انہوں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں کیے ہوتے خصوصاً بھنویں بنوانا، Full body waxing کروانا، بالوں میں مصنوعی بال جوڑوانا، تصویریں اتروانا اور اسی طرح پردے کا اہتمام نہ کرنا اور نمازوں سے غفلت برتنا یہ تمام کام گناہ کبیرہ ہیں۔ ان سے مکمل اجتناب کریں تاکہ آپ کی شادی بابرکت ہو سکے۔ اللہ کی رضا اولین ترجیحات میں سے ہونی چاہیے۔ اور درج ذیل حدیث یاد کریں تاکہ گناہ کا احساس دل میں آتے ہی آپ اپنے آپ کو روک سکیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

”نقلی بال لگانے والی اور لگوانے والی، جسم گودنے والی اور گدوانے والی، بھنوؤں کے بال اکھاڑنے والی اور اکھڑوانے والی، دانتوں کے درمیان کشادگی کرنے والی پر اللہ کی لعنت ہے۔ جن پر اللہ کی لعنت ہے وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔“[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

«أَنَّ امْرَأَةً أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: «إِنِّي زَوَّجْتُ

1 صحیح بخاری: کتاب اللباس، باب الموصولة، حدیث: ۵۵۴۱

ابْنَتِي فَتَمَرَّقَ شَعَرُ رَأْسِهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحْسِنُهَا، أَفَأَصِلُ يَا رَسُولَ اللهِ فَنَهَاهَا»

"بے شک ایک خاتون نے اپنی بیٹی کی شادی کی، لڑکی کے بیماری کی وجہ سے سر کے بال اڑ گئے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ اس کے خاوند نے کہا ہے کہ نقلی بال لگوالو۔ آپ ﷺ نے کہا مصنوعی بال لگوانے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔"[1]

آپؐ نے فرمایا:

«لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ، وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ»

"کوئی مرد دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور نہ عورت ہی دوسری عورت کا ستر دیکھے۔"[2]

عورت کا پورا جسم ہی ستر ہے سوائے چہرے، ہاتھ اور پاؤں کے مگر عورت کا عورت سے ناف سے گھٹنوں تک ہے۔ اور یہ ستر غلیظ ہے انتہائی مجبوری کی حالت میں جب کوئی چارا نہ ہو تب کھول سکتی ہے اور کوئی صورت نہیں۔ اسی وجہ سے

Full body waxing, Full body massage, Full body Polishing

کروانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔

شادی کے دن نماز کی کوئی رخصت نہیں۔ جب کوئی نعمت ملتی ہے تو انسان کو پہلے سے زیادہ عاجزی اور اللہ کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔ اس موقع پر نماز وقت پر ادا

1 صحیح مسلم: کتاب اللباس و الزینة، باب تحریم فعل واصلة و المستوصله، حدیث: ۲۱۲۳

2 صحیح مسلم: کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، حدیث: ۳۳۸

کرنے کا اہتمام کریں۔ وضو میک اپ سے پہلے کریں اور اس معاملے میں غفلت مت کریں۔ جمع تقدیم اور جمع تاخیر سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

شادی کا جوڑا اچھا اور خوبصورت پہننا جائز ہے۔ مگر شان وشوکت کی خاطر، نمود ونمائش، ریاکاری یا پھر اس سوچ کے ساتھ پہننا کہ میں سب سے زیادہ خوبصورت لگوں تو یہ سب گناہ کے کام ہیں اپنی نیت کی اصلاح کریں جس کے لیے آپ تیار ہو رہی ہیں۔ اس کے لیے اچھا نظر آنے کی نیت سے پہن سکتی ہیں۔ ورنہ اس حدیث کو سامنے رکھ لیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا»

" جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ پھر اس میں جہنم کی آگ بھڑکائے گا۔"[1]

[1] سنن ابن ماجہ: کتاب اللباس، باب من لبس شهرة من الثياب، حدیث: ٣٦٠٧

نئی زندگی کا آغاز دعاؤں سے کریں

رخصتی کے وقت نکاح کی مبارک باد دینے کا مسنون طریقہ

آپؐ نے زندگی کا کوئی ایسا لمحہ ہاتھ سے نہیں جانے دیا جس کے بارے میں ہمیں رہنمائی نہ دی۔ نکاح کے موقع پر آپؐ جس شخص کا نکاح ہوتا اسے ان الفاظ میں دعا دیتے۔

«بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي الْخَيْرِ»

"برکت دے اللہ تیرے لیے اور برکت اتارے تم دونوں (میاں بیوی) پر اور اتفاق دے درمیان تمہارے بھلائی پر"[1]

اس دعا کو یاد کریں اور رواج دیں۔

نکاح کے بعد دولہا اور دولہن کے لیے دعا

لڑکی کی شادی کریں تو رخصتی کے وقت لڑکی کو اپنے پاس بلائیں اور ایک پیالہ پانی منگوائیں اور اس پر یہ دعا پڑھ کر دم کریں:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوذُبِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ»

"اے اللہ! بے شک تیری پناہ میں دیتا ہوں اس (لڑکی) اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے۔"

اور لڑکی کو سامنے کھڑا کر کے پانی کے چھینٹے سینہ اور سر پر ماریں اور اس کے بعد پیشانی پر، اسی طرح لڑکے کو بلائیں اور یہی دعا دم کر کے اسی طرح اس کے سر اور سینے پر اور پھر پشت پر چھینٹے ماریں اور اس کے بعد رخصت کر دیں۔

1 ترمذی: کتاب النکاح، باب ماجاء فیما یقال للمتزوج، حدیث: ۱۰۹۱

نوٹ: داماد کے لیے اعیذہ اور ذریتہ کہیں

حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے وقت آپؐ کا عمل

ابن حبان نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے کہ جب حضورؐ نے حضرت علیؓ کا نکاح سیدہ فاطمہؓ سے کر دیا تو حضورؐ ان کے گھر تشریف لے گئے اور سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا: تھوڑا سا پانی لاؤ پھر سیدہ فاطمہؓ لکڑی کے پیالے میں پانی لائیں۔ اور حضورؐ نے ان سے پانی لے کر اپنا لعاب دہن مبارک اس میں ڈالا اور سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوذُبِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ»

”اے اللہ! میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے“

اس کے بعد فرمایا اے فاطمہ! میری طرف پشت کرو۔ پھر حضورؐ نے ان کے شانوں کے درمیان پانی کے چھینٹے دیے۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ کی طرف رخ کر کے ان سے کہا پانی لاؤ۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا تھا کہ اب حضورؐ کیا کریں گے۔ تو میں کھڑا ہوا اور پانی بھر کر لایا۔ حضورؐ نے اس پانی کو لیا اور اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور مجھ سے فرمایا: میرے سامنے آؤ میں حضورؐ کے آگے کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نے پانی کے چھینٹے میرے سر اور میرے چہرے پر دیے اور فرمایا:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّی اَعُوذُبِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ»

”اے اللہ! میں ان کو اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں شیطان مردود سے“

اس کے بعد فرمایا اپنی زوج کے پاس جاؤ۔

پہلی ملاقات پر دولہا کی طرف سے دلہن کے لیے دعا

نکاح کے بعد پہلی ملاقات پر دولہا اپنی بیوی کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَاجَبَلْتَهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا

وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ»

" اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جس پر تو نے اس کو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا۔"[1]

ہر چیز میں خیر و شر ہوتا ہے۔ کسی چیز سے خیر کا پہنچنا اور اس کے شر سے بچانا صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ اس دعا کی برکت سے اللہ سبحانہ وتعالی اس عورت کی برائی دور فرمادیں گے اور اس عورت کے ذریعے اس گھر میں نیکی پھیلے گی۔ اور گھر پر سکون رہیں گے۔

نئی زندگی کا آغاز نماز سے کریں

دولہا کو چاہیے کہ شادی کی پہلی رات اپنی بیوی کے پاس آکر دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ نماز پڑھ کر اپنی نئی زندگی کا آغاز کرے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

"کہ جب تمہاری بیوی تمہارے پاس آئے تو تم اس کو کہو کہ دو رکعت نماز تمہارے پیچھے پڑھے۔ پھر اللہ سے دعا کریں۔"

«اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلَى الْخَيْرِ»

نماز اور دعاؤں سے اپنی زندگی کا آغاز کریں۔

اس موقع پر گانے لگانے سے اجتناب کریں اکثر لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسے موقعوں پر گانے لگائے جائیں تو محبت بڑھتی ہے۔ یاد رکھیں کہ دلوں میں محبت ڈالنا اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ کے ذکر سے اور اس کی رضامندی سے یہ محبت بڑھتی ہے۔ اور کبھی بھی اللہ کی نافرمانی سے نعمتوں کا حصول نہیں ہو سکتا۔

[1] ابو داؤد

دسواں باب

زوجین کے حقوق وفرائض

عائلی زندگی میں مرد کی حیثیت

مرد قوام کیوں ہے؟

﴿الرِّجالُ قَوّامونَ عَلَى النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللَّـهُ بَعضَهُم عَلى بَعضٍ وَبِما أَنفَقوا مِن أَموالِهِم﴾[1]

”مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے بعضوں کو بعضوں پر فضیلت دی ہے اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنا مال خرچ کیا ہے۔“

قوام کے معنی

قوام سے مراد ہے قائم کرنے والا، گھر کا نظام چلانے والا، اللہ نے مرد کو گھر کا منتظم بنایا ہے۔ قوام کا مطلب نظام قائم کرنے والا ہوتا ہے حاکم نہیں۔ کیونکہ حاکم کے لفظ میں محبت اور شفقت کا پہلو شامل نہیں ہوتا۔

قوام ہونے کی وجوہات

مردوں کو عورتوں پر جسمانی اعتبار سے جو فضیلت ہے وہ واضح ہے۔ مرد عورت سے لمبائی، چوڑائی میں زیادہ ہوتا ہے اور زیادہ طاقتور ہوتا ہے، ذہنی اعتبار سے بھی وہ پختہ کار ہوتے ہیں۔ جبکہ عورتیں عام طور پر جذباتی ہوتی ہیں اور بڑے بڑے فیصلے اتنے عمدہ نہیں کر سکتیں جتنے کہ مرد کر سکتے ہیں۔ مرد کی ذہنی صلاحیتیں عورتوں سے زیادہ ہیں،

1 سورۃ النساء: ۳۴

جبکہ عورتوں کی صلاحیتیں ماں ہونے کے اعتبار سے بہترین ہیں۔ مرد اپنے دائرہ کار میں بہترین ہیں جبکہ عورتیں اپنے دائرہ کار میں بہترین ہیں۔ جسمانی طور پر طاقتور ہونا اور ذہنی طور پر پختہ ہونا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اپنا مال عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔

خاوند کے فرائض (بیوی کے حقوق)

1۔ نکاح کا انتظام کرنا اور اخراجات اٹھانا

مرد کا نکاح سے متعلقہ اولین فرض شادی کے اخراجات کو اٹھانا ہے۔ شریعت نے نکاح کے موقع پر عورت پر کسی قسم کی مالی ذمہ داری نہیں ڈالی۔ نکاح کے موقع پر مال، اسباب، زیورات، گھر، آرائش، کپڑے، تحفے تحائف، ولیمے کا انتظام کرنے کی ساری ذمہ داری مرد پر ہے۔ Bed room کا فرنیچر مکمل کرنا یہ مرد کی ذمہ داری ہے نہ کہ عورت کی۔ شادی کی تقریب کا کھانا مرد کی طرف سے ہونا چاہیے۔

شریعت بڑی سادہ اور آسان ہے۔ دلہن مرد کے گھر آ رہی ہے، اس کا گھر آباد ہو رہا ہے، لہٰذا ذمہ داری بھی اسی کی ہے۔ ہمارے ہاں نکاح کے جو غلط طریقے ہیں، شادی بیاہ کی یہ رسمیں صرف پاکستان اور ہندوستان میں رائج ہیں باقی پوری دنیا میں کہیں ایسا نہیں ہے۔ ہندوؤں کے ساتھ 1000 سال اکٹھے رہنے کی وجہ سے مسلمان ان کی رسموں کے عادی ہو گئے ہیں ورنہ شریعت نے نکاح کے معاملے کو سادہ اور آسان بنایا ہے۔

مہندی، مایوں، جہیز، بارات کو کھانا کھلانا، سسرال والوں کو لینے دینے کے مسائل وغیرہ اور پتا نہیں کیا کچھ...... ایسی کسی بھی قسم کی مالی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے عورت پر نہیں ڈالی اور نہ ہی عورت کے ولی پر مگر آج ہمارے معاشرے میں ایسی بات کی جائے تو لوگوں کو بہت عجیب لگتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے یہی اصول بتائے ہیں۔

شادی کے دن دلہن کے Make up کا خرچہ، میرج ہال کا خرچہ، بارات کا کھانا، جوڑے دینا یہ سب ظلم ہے۔ لڑکی والوں پر شریعت نے ایک پیسے کا بھی خرچہ نہیں رکھا۔ یہ سارے کے سارے خرچے مرد پر ہیں۔ شادی کا کھانا صرف ایک دن ہے اور وہ بھی ولیمہ کے دن جو کہ مرد کی ذمہ داری ہے۔ لڑکے والوں کو چاہیے کہ لڑکی والوں پر بوجھ کم سے کم ڈالیں تاکہ وہ لوگ دل سے آپ کی قدر کریں۔

2۔ حق مہر کی ادائیگی

سورۃ النساء میں ارشاد ہے:

﴿ وَءاتُوا النِّسَاءَ صَدُقَـتِهِنَّ نِحلَةً ﴾[1]

”عورتوں کو ان کے حق مہر خوشدلی سے ادا کرو۔“

امام طبرانی فرماتے ہیں:

”آپؐ نے فرمایا: جس آدمی نے کسی عورت سے شادی کی اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہ تھا تو قیامت کے روز وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ زانی ہو گا۔“

بیہقی میں روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

” اللہ کے ہاں یہ بات بہت بڑے گناہوں میں شمار ہوتی ہے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے نکاح کرے اور جب وہ اپنی خواہش پوری کر لے تو طلاق دے دے اور مہر کھا لے۔“

مہر ادا نہ کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے، جیسے زنا کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ایسے ہی مہر ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ ہاں اگر عورت اپنا مہر خوشدلی سے معاف کر دے تو پھر اجازت

[1] سورۃ النساء: ۴

ہے۔ اگر عورت مجبوراً دباؤ میں آکر مہر معاف کرتی ہے یا دل میں ناخوش ہے کہ اگر مہر معاف نہ کیا تو یہ مرد پتا نہیں کیا سلوک کرے گا تو شریعت اس کی بالکل اجازت نہیں دیتی اور ایسا مرد قیامت کے روز جواب دہ ہو گا۔

ہمارے ہاں مردوں کی مہر ادا کرنے کی نیت ہی نہیں ہوتی اور جب وہ مر جاتا ہے تو اس کی وراثت سے مہر کی رقم ادا کی جارہی ہوتی ہے۔ ایسے مردوں کو شرم آنی چاہیے۔ اس سلسلے میں ماؤں کو چاہیے کہ اپنے بیٹوں کا ولیمہ چاہے سادہ کریں مگر مہر ادا کرنے کی ترغیب ضرور دیں۔

3۔ بیوی پر اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا

نکاح کے بعد عورت کے کپڑوں، کھانے، رہائش اور دیگر اخراجات کی مکمل ذمہ داری مرد پر ہے۔ عورت اپنی ذمہ دار خود نہیں ہوتی بلکہ اس کا خاوند اس کے اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ مرد کو چاہیے کہ اسراف اور کنجوسی دونوں حالتوں سے بچ کر اللہ خوف رکھتے ہوئے احسن طریقے سے عورت کے اخراجات اٹھائے۔ اور تنگ دلی سے کام نہ لے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ﴾[1]

"کشادگی والے کو اپنی کشادگی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کے رزق میں تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اسی میں سے (اپنی حسب حیثیت) دے، کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے

[1] سورۃ الطلاق: ۷

دے رکھی ہے، اللہ تنگی کے بعد آسانی و فراخی بھی کر دے گا“

خطبہ حجۃ الوداع میں عورتوں کے متعلق آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”سنو! عورتوں کے متعلق بھلائی کا تاکیدی حکم قبول کرو، کیونکہ وہ تمہارے ہاں قیدی ہیں، اس کے سوا تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ اگر وہ کھلی نافرمانی پر اتر آئیں تو ان کو بستر پر تنہا چھوڑ دو اور معمولی تنبیہ کرو۔ اطاعت کر لیں تو پھر زیادتی کی ضرورت نہیں۔ سنو تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں اور اسی طرح تمہاری عورتوں کے تم پر، تمہارے حقوق میں سے یہ ہے کہ وہ ان کو تمہارے بستر پر نہ بیٹھنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ان کو نہ بلائیں جن کا آنا تمہیں پسند نہیں۔ تم پر حق ہے کہ تم ان کے کپڑے اور کھانا دینے میں احسان کرو۔“

اگر مرد اپنی استطاعت کے مطابق عورت پر خرچ نہیں کرتا تو شریعت اجازت دیتی ہے کہ عورت خاوند کے مال سے بغیر اجازت بھی مال لے سکتی ہے۔ ابوسفیانؓ کی بیوی آپؐ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ

إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِي لَهُ عِيَالَنَا؟ فَقَالَ: «لاَ حَرَجَ عَلَيْكِ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ بِالْمَعْرُوفِ»

ابوسفیان کنجوس آدمی ہے اور کھلا خرچ نہیں کرتا آپؐ نے فرمایا: تو اس کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر بھی معروف طریقے سے لے سکتی ہے۔[1]

گھر والوں پر خرچ کرنا مرد کے فرائض میں سے ہے

مسلم کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”ایک دینار جو تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار جو تم نے غلام آزاد کرنے

1 صحیح البخاری: کتاب المظالم و الغضب، باب قصاص المظلوم، حدیث: ۲۴۶۰

میں خرچ کیا، ایک دینار جو تم نے مسکین پر خرچ کیا، اور ایک دینار جو تو نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا، اللہ کے ہاں اجر کے حوالے سے سب سے افضل وہ ہے جو تو نے گھر والوں پر خرچ کیا۔"

گھر والوں پر خرچ کرنا فرض عبادت ہے، دوسروں پر خرچ کرنا نفلی عبادت ہے اور فرض کا درجہ نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔

4۔ بیوی پر حلال کمائی سے خرچ کرنا

خاوند کو چاہیے کہ اس بات کا خاص خیال رکھے کہ وہ اپنے گھر والوں پر پاکیزہ طریقے سے کمایا گیا مال خرچ کرے کیونکہ حرام کمائی حرام کمانے والے اور حرام کھانے والے دونوں کے لیے عذاب کا باعث ہے حتی کہ ایسے شخص کی نماز، روزہ، نفل، عبادت بھی قبول نہیں ہوتی۔ مرد کو چاہیے کہ حرام کمائی کما کر اپنے گھر والوں کو دنیا میں ذلیل نہ کرے اور آخرت کی رسوائی سے بھی بچائے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے:

"بدبخت ہے وہ شخص جس نے اپنی دنیا سنوارنے کے لیے آخرت برباد کرلی۔"

مرد حرام کمائی کما کر اپنی جان پر تو ظلم کرتا ہے مگر اپنے گھر والوں پر بھی ظلم کرتا ہے۔

آپ ؐ نے فرمایا:

لا یدخل الجنة لحم ودم نبتا علی سحت النار أولی به

"جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جس کی حرام کمائی پر پرورش ہوئی ہو آگ اس کی زیادہ حق دار ہے۔"[1]

1 صحیح ابن حبان: کتاب الحظر والاباحة، ذکر الاخبار بایجاب النار، حدیث: ۵۵۶۷،

دوسری جگہ آپؐ نے فرمایا:

«كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، الإِمَامُ رَاعٍ وَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِي أَهْلِهِ»

"تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور قیامت کے روز اس سے سوال کیا جائے گا اور آدمی اپنے گھر والوں کے بارے میں راعی ہے اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔"[1]

5۔ بیوی کی دینی تعلیم کا انتظام کرنا

نکاح کے بعد عورت کی ہر طرح کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ مرد گھر کی چھوٹی سی ریاست کا سربراہ ہے۔ اللہ کا حکم ہے:

قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ

"اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر بنیں گے۔"[2]

مرد پر لازم ہے کہ عورت کی دینی تعلیم کا انتظام کرے اگرچہ وہ پہلے بھی دیندار ہو تب بھی مرد کو چاہیے کہ وقتاً فوقتاً اسے دینی مسائل واحکامات بتائے، تزکیہ نفس کے لیے انبیاء، صحابہ اور سیرت نبویؐ کے موضوعات پڑھنے کو دے۔ عورت کو دینی احکامات کا شعور ہوگا تب ہی وہ اولاد کی اچھی پرورش کرے گی اور خاوند کے حقوق ادا کرسکے گی۔ عورت کو چاہیے کہ احادیث کی کتب سے کتاب النکاح کا مطالعہ ضرور کرے۔

---

1 بخاری: کتاب الجمعة، باب الجمعة فی القری والمدن، حدیث: ۸۹۳

2 سورۃ التحریم: ۶

6۔ بیوی کے جنسی حقوق پورے کرنا

حضرت عمرؓ کے متعلق مشہور ہے کہ ایک رات گشت کر رہے تھے کہ ایک گھر سے دردناک اشعار پڑھے جانے کی آواز آئی۔ آپؓ کھڑے ہوئے اور غور سے سننے لگے۔ ایک عورت یہ شعر اپنے خاص انداز میں پڑھ رہی تھی:

خدا کی قسم اگر اللہ تعالی کے عذاب کا خوف نہ ہوتا

تو بلاشبہ اس چارپائی کے پائے ہل رہے ہوتے

حضرت عمرؓ نے اس کی وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ اس کا شوہر جہاد کے سلسلہ میں باہر ہے، حضرت عمرؓ پر اس سچے جذبۂ محبت کا گہرا اثر پڑا۔ انہوں نے اپنی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ سے پوچھا: عورت بغیر مرد کے کتنے دن صبر کر سکتی ہے؟ حضرت حفصہؓ (جو ازواج مطہرات میں سے تھیں) نے فرمایا: چار ماہ۔ یہ معلوم کر کے حضرت عمرؓ نے بحیثیت خلیفہ سپہ سالاروں کے نام حکم بھیج دیا: "جو شادی شدہ ہو وہ اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ غائب نہ رہے۔"

اس تاریخی واقعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمی اپنی بیوی کے جذبات کو نہ بھولے اور اگر زیادہ مدت کے لیے پردیس میں رہنا ہے تو بیوی بچوں کو ساتھ رکھے۔

اس کی تائید قرآن میں بھی ہے جہاں ایلا کا ذکر ہے۔ سورۃ بقرۃ میں ہے:

اَلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

"جو لوگ اپنی بیویوں سے قسم کھا بیٹھے ہیں۔ ان کے لیے 4 مہینے کی مہلت ہے سو اگر وہ رجوع کر لیں تو اللہ معاف فرما دیں گے۔"

چار ماہ کے بعد عورت مرد سے مطالبہ کر سکتی ہے کہ وہ یا تو اسے بسائے یا طلاق

دے۔ تا کہ وہ اپنی زندگی بہتر طور پر گزار سکے۔ یہ اجازت اس لیے دی گئی ہے کہ مرد تو بیوی کی موجودگی میں بھی مزید نکاح کر سکتا ہے لیکن عورت جب تک ایک شوہر کے نکاح میں ہے وہ اس طرح کی بات سوچ بھی نہیں سکتی۔

7۔ بیوی کے راز کو فاش نہ کرنا

نبی کریمؐ نے اس سے سختی سے منع فرمایا ہے کہ کوئی اپنی بیوی کی راز کی باتوں کو افشا کرے۔

«إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ، وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا»

"لوگوں میں اللہ کے نزدیک بدترین وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور اس کی بیوی اس سے ملے پھر مرد اس راز کی بات کو پھیلائے۔"[1]

آپس کی Private باتیں دوسروں کو بتانا حرام ہے (عورتوں اور مردوں دونوں کے لیے) اسی طرح عورت میں اگر کوئی عیب ہو تو مردوں کو چاہیے کہ اس عیب کی تشہیر نہ کرتے پھریں، بلکہ اس کو اپنے تک محدود رکھیں۔ سورۃ بقرۃ میں ہے:

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾[2]

"وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔"

لباس انسان کے عیب چھپاتا ہے اور زینت کا سبب بنتا ہے۔

1 صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المرأۃ، حدیث: ۱۴۳۷

2 سورۃ البقرۃ: ۱۸۷

8۔ بیوی کے معاملے میں غیرت مند ہونا

مرد اپنی بیوی کی عزت کا محافظ ہے۔ مرد کی مردانگی اس کے دل میں غیرت کا جذبہ ہوتا ہے اور غیرت کا جذبہ نہ ہونا مرد کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ اگر مرد میں غیرت کا جذبہ ہوگا تو وہ اس کی عزت کی حفاظت کرے گا۔ مگر اس کی غیرت میں شدت بھی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ بے جا پابندیاں لگائے کہ تم نے فلاں فلاں سے بات نہیں کرنی۔ جہاں اللہ نے اجازت دی ہے وہاں حدود میں رہ کر فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے مگر ان حدود میں کمی یا زیادتی کرنا جائز نہیں۔

9۔ بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا

مرد کو چاہیے کہ گھر میں عمدہ اخلاق رکھے، کیونکہ اس کے اخلاق کے پہلے حقدار اس کے گھر والے ہیں۔

قرآن مجید میں ہے:

﴿ وَعاشِروهُنَّ بِالمَعروفِ﴾[1]

"ان کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھو۔"

بیویوں سے اچھا رویہ رکھنا، عزت و احترام سے پیش آنا، محبت بھرا سلوک رکھنا، وغیرہ شامل ہیں۔ ہمارے معاشرے میں مرد عورتوں کو گالیاں دیتے، ذلیل کرتے رہتے ہیں۔ نتیجتاً گھر پر سکون نہیں رہتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِنِسَائِهِمْ.

[1] سورۃ النساء: ۱۹

"ایمان میں کامل ترین مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔ اور تم میں بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو۔"(1)

آپؐ نے فرمایا:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی بچوں کے لیے بہتر ہے اور خود میں اپنے گھر والوں کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔"(2)

آپؐ نے فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَكْمَلِ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وألطفهم بأَهْله»

"تم میں سے سب سے زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور اپنے گھر والوں کے لیے نرم ہو۔"(3)

10۔ عورتوں کی بدمزاجی کو برداشت کرنا

سورۃ النساء میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور عورتوں کے ساتھ حسن وخوبی سے گزر بسر کرو اور اگر تم کو وہ ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک چیز ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔"

1 ترمذی:ابواب الرضاع،باب ما جاء فی حق المرأة،حدیث:۱۱۶۲

2 سنن الترمذی:کتاب النکاح،باب فی فضل ازواج النبی،حدیث:۳۸۹۵

3 سنن الترمذی:کتاب الایمان،باب ما جاء فی استکمال الایمان۔حدیث: ۲۶۱۲

آپؐ نے فرمایا:

«لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ»

"کوئی مسلمان مرد کسی مسلمان عورت سے اس لیے بغض نہ رکھے کہ اس کی کوئی عادت ناگوار ہے، اس لیے کہ اگر اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری عادت پسند بھی تو ہوگی۔"[1]

مرد کو چاہیے کہ لڑائی جھگڑے کی صورت میں بڑا بننے کی کوشش کرے اور درگزر سے کام لے۔ آپؐ نے عورتوں کی فطری کمزوری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

«اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبْتَ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكْتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ»

"تم وصیت قبول کرو کہ تم عورتوں سے بھلائی کروگے، کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں سب سے ٹیڑھا حصہ اوپر والا ہے۔ اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہوگے تو توڑ ڈالوگے اور چھوڑ دوگے تو ہمیشہ کے لیے کجی رہ جائے گی۔ اس لیے عورتوں کے متعلق نصیحت قبول کرو۔"[2]

11۔ بیویوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا

آپؐ نے اپنے روزہ مرہ کے اوقات میں سے ازواج کے لیے بھی وقت متعین کیا ہوا تھا۔ عصر سے مغرب تک تمام ازواج کے گھر جاتے اور کبھی سب ازواج کو ایک جگہ اکٹھا کر لیتے تھے۔ مگر مغرب کے بعد کسی مخصوص بیوی کے پاس جاتے جس کے ساتھ

1 صحیح مسلم: کتاب النکاح، باب الوصیۃ بالنساء، حدیث: ۱۴۶۹

2 صحیح البخاری: کتاب احادیث الانبیاء، باب خلق آدم، حدیث: ۳۳۳۱

رات گزارنے کی باری ہوتی۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپؐ گھر ہوتے تو گھر والوں کی خدمت میں مصروف رہتے۔ آپ بکری کا دودھ دھولیتے ۔ اپنی جوتی سی لیتے، جھاڑو دے دیتے، لیکن جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ دوڑ بھی لگالیتے، حضرت عائشہؓ کو حبشیوں کا جنگی کھیل خود کھڑے ہو کر دکھایا، مذاق بھی کرلیتے۔

آپؐ نے فرمایا:

لَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ كَضَرْبِكَ أُمَيَّتَكَ

''اپنی شریک حیات کو لونڈی کی طرح ہرگز نہ پیٹو۔''[1]

ایک دفعہ آپؐ سے پوچھا گیا کہ بیویوں کے ہم پر کیا حقوق ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

«أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ»

''جب تم کھاؤ اس کو کھلاؤ اور تم جب پہنو تو اس کو پہناؤ، نہ اس کے چہرے پر مارو اور برا بھلا کہو اور نہ جدائی اختیار کرو، اس کا موقع بھی آئے تو یہ گھر میں ہی ہو۔''[2]

آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد انہیں برابر یاد کرتے اور ان کی سہیلیوں سے بھی حسن سلوک فرماتے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ''حضرت خدیجہؓ کے علاوہ آپؐ کی کسی بیوی پر مجھے رشک نہیں ہوتا تھا میں نے ان کو نہیں دیکھا تھا مگر آپؐ اتنی کثرت سے ان کا ذکر فرماتے تھے (کہ وہ میرے لیے اجنبی نہ

1 سنن ابوداود: کتاب النکاح، باب فی حق المرأة علی زوجها، حدیث:۲۱۴۲

2 ترمذی: ۳۸۹۵

تھیں) انس و محبت کا یہ عالم تھا کہ گھر میں بکری ذبح ہوتی تو آپ ﷺ کو حضرت خدیجہؓ یاد آجاتیں اور گوشت کا ایک حصہ ان کی سہیلیوں میں تقسیم کر دیتے۔

بہترین مرد کون ہے:

«خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي»[1]

تم میں بہترین مرد وہ ہیں جو اپنے گھر والوں کے لیے بہترین ہیں۔ اور میں اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہترین ہوں، اہل کا لفظ بیوی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اس لیے اردو میں بیوی کے لیے اہلیہ کا لفظ استعمال ہوتا ہے

خَيَارُكُم خَيَارَكُم لِنِسَاءِ هِم[2]

تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔

1 سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث: ۱۹۷۸

2 سنن ابن ماجہ: کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث: ۱۹۷۸

بیوی کے فرائض (خاوند کے حقوق)

بیوی کے فرائض اصلاً خاوند کے حقوق ہیں اور خاوند کے فرائض بیوی کے حقوق ہیں۔ ہماری شریعت فرائض کی بات کرتی ہے۔ حقوق کا مطالبہ کرنا یورپ کا نظریہ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ فرائض کی ادائیگی سے دین و دنیا سنورتے ہیں اور معاشرہ پرامن رہتا ہے، جبکہ حقوق کے مطالبے سے جھگڑے جنم لیتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے مفادات کی فکر رہتی ہے اور دوسروں کے حقوق کا خیال نہیں رہتا۔

نیک عورتوں کی صفات قرآن وحدیث کی روشنی میں

1۔ خاوند کی اطاعت گزار ہوں۔

سورۃ النساء میں ارشاد ربانی ہے:

﴿فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ﴾[1]

"پس نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں اور مردوں کی غیر موجودگی میں اللہ کی حفاظت سے نگہبانی کرتی ہیں۔"

قَانِتَاتٌ / فرمانبرداری نیک عورت کی سب سے پہلی صفت ہے۔ اللہ تعالی نے مردوں کو قوام بنایا ہے۔ عورت کو چاہیے کہ اس کی قوامیت کو تسلیم کرے اور خود قوام بننے کی کوشش مت کرے اور مرد کی مکمل فرمانبرداری کرے۔ نہ کہ وہ مرد کو اپنی فرمانبرداری پر مجبور کرے۔ اور ایسا گمان مت کرے کہ مرد میری بات مانے گا۔ تب میں اس کی بات مانوں گی۔ اگر مرد عورت کی بات نہیں مانتا تب بھی عورت کو چاہیے کہ وہ اس کی بات، حکم کو تسلیم کرے نہ کہ اس سے بحث مباحثہ کرے۔ عورت کو بلا

1 سورۃ النساء: ۳۴

اعتراض خاوند کے حکم کو ماننا ہے۔ دل کی خوشی کے ساتھ، ارادۃً خاوند کی اطاعت کرنی ہے۔ اوراس میں اولین حق جنسی حقوق کے سلسلے میں ہے۔ کیونکہ نکاح کا اولین مقصد جنسی حقوق کا تحفظ ہے۔ عورتوں کو نکاح سے قبل اچھی طرح سمجھا دینا چاہیے کہ تمہارا اصل فریضہ یہی ہے۔ کھانا پکانا، سلائی کڑھائی، گھریلو امور کا سیکھنا یہ سب ثانوی درجے میں آتے ہیں۔ اس سلسلے میں ماؤں اور بہنوں کو شرم محسوس نہیں کرنی چاہیے اور نکاح سے قبل بچی کی جنسی تربیت کرنی چاہیے۔ کیونکہ یہ اس کی اصل ذمہ داری ہے۔

«جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنَةٍ لَهُ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ هَذِهِ ابْنَتِي قَدْ أَبَتْ أَنْ تَتَزَوَّجَ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَطِيعِي أَبَاكِ " فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَتَزَوَّجُ حَتَّى تُخْبِرَنِي مَا حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ؟ قَالَ: " حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ أَنْ لَوْ كَانَتْ لَهُ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا مَا أَدَّتْ حَقَّهُ »

آپؐ کے پاس ایک صحابی آئے ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی تھی وہ کہنے لگے کہ میری بیٹی نکاح سے انکار کرتی ہے آپ نے اس سے کہا اپنے باپ کی بات مانو۔ وہ لڑکی کہنے لگی! اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے: جب تک آپ مجھے یہ نہ بتائیں گے کہ شوہر کے کیا حقوق ہیں؟ میں شادی نہیں کروں گی۔ آپؐ نے فرمایا: شوہر کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ "اگر شوہر زخمی ہو جائے تو تم اس کے زخم کو اپنی زبان سے بھی چاٹتی رہو تو تب بھی تم اس کا حق ادا نہیں کر سکتی۔"[1] زخم میں خون اور پیپ بھی شامل ہوتا ہے۔

[1] بیہقی: كتاب النكاح،باب ما جاء فی عظم حق الزوج على المرأة،۷/۲۷۶

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اذاصَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَفِظَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ زَوْجَهَا قِيلَ لَهَا: ادْخُلِي الْجَنَّةَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتِ»

"عورت جب پنج وقتی نماز پڑھے، رمضان کے مہینے کے روزے رکھے، اپنی عزت آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"[1]

حضرت ابی اوفیؓ کی روایت ہے کہ

«لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟» قَالَ: أَتَيْتُ الشَّامَ فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُونَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ، فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذَلِكَ بِكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا»

جب حضرت معاذ بن جبل شام سے واپس آئے تو انہوں نے آپؐ کو سجدہ کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہاں لوگ پادریوں اور علما کو سجدہ کرتے تھے۔ تو میں نے خیال کیا کہ آپ سجدے کے زیادہ حق دار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تم ایسا مت کرو۔ بے شک اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ عورت اپنے رب کا حق

[1] مسند احمد: ۳/ ۱۸۹

کبھی ادا نہ کر سکے گی جب تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے۔[1]

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُصْبِحَ»

"شوہر جب اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔"[2]

حضرت خولہؓ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بیان کیا کہ میں ہر رات پہن اوڑھ کر اور آراستہ ہو کر اپنے شوہر کے لیے دلہن بن جاتی ہوں مگر پھر بھی وہ توجہ نہیں کرتے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ واقعہ خدمت نبوی میں عرض کیا۔ آنحضرتؐ نے سن کر فرمایا: ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے شوہر کی اطاعت کرتی رہیں۔ یاد رکھیں گھریلو امور میں تو کمی بیشی کی جا سکتی ہے، مگر خاوند کے حقوق میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔

2۔ اللہ کی نافرمانی کے علاوہ ہر معاملے میں خاوند کی اطاعت کریں۔

فرائض میں اللہ کا پہلا حق ہے اور نوافل میں خاوند کا حق پہلا ہے۔ نفلی روزے، صدقات، نفلی حج، خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں ان کے لیے خاوند کی اجازت ضروری ہے۔ اگر خاوند نماز پڑھنے، فرضی روزے رکھنے اور پردہ کرنے سے منع کرے تو پھر اس کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے۔ یہاں اللہ کا حکم پہلے ہے اور خاوند کی اطاعت بعد میں ہے۔

1 سنن ابن ماجہ: كتاب النكاح، باب حق الزوج على المرأة، حديث: ۱۸۵۳

2 بخاری: كتاب بدء الخلق، باب اذا قال آمين والملائكة في السماء، حديث: ۳۲۳۷

حدیث میں ایک واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک انصاری خاتون ایک مرتبہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئی اور بتایا کہ میں نے اپنی لڑکی کی شادی کر دی ہے اتفاق سے میری لڑکی کے بال گر گئے ہیں، اب میرے داماد کا تقاضا ہے کہ دوسرے بال علیحدہ سے لے کر اس کے بالوں میں شامل کر دیے جائیں کہ بدصورتی جاتی رہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: "ایسی عورت پر لعنت کی گئی ہے جو الگ سے بال لے اپنے بالوں میں جوڑے۔"[1]

دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا:

«لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ»

"اللہ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔"[2]

عورت جب اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، اپنے رب کی رضا حاصل کرتی ہے، اپنے گھر کا ماحول پر سکون بناتی ہے جو بچوں کے لیے بہتر تربیت کا باعث بنتی ہے۔ اپنے بچوں کے لیے والدین کی اطاعت کی راہ ہموار کرتی ہے اولاد پر اپنی حکمرانی تسلیم کراتی ہے۔ حقیقتاً اپنے گھر کو دنیا میں ہی جنت بنا لیتی ہے اور آخرت کی جنت اپنے دروازے کھولے اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے۔

3۔ اپنے خاوند کے ساتھ محبت میں مخلص ہوں۔

عورت کو چاہیے کہ اپنی تمام تر دلچسپیاں اور محبتیں اپنے خاوند کے لیے خالص رکھے اور اس میں خیانت نہ کرے۔ اور اپنی اس محبت کا زبانی طور پر بھی اور عملی طور پر اظہار

1 مسلم: كتاب اللباس والزينة، باب تحريم فعل الواصلة والمستوصلة، حدیث: ۲۱۲۳

2 مسند احمد: ۲/۳۳۳، حدیث: ۱۰۹۴

بھی کرے۔ شادی سے قبل بھی اپنی حیا کی حفاظت کرے۔ شریعت میں شادی سے قبل کسی بھی قسم کی عشق و عاشقی کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی عورت شہوت کے ساتھ کسی مرد کی طرف نگاہ ڈالتی ہے تو یہ نظر کا زنا ہے، اگر باتیں کرتی ہے یا غیر مرد سے سنتی ہے تو یہ کانوں کا زنا ہے۔ (اور یہی اصول مردوں کے لیے بھی ہے)

ہماری شریعت نکاح کے علاوہ کسی محبت کو تسلیم نہیں کرتی۔ محبت تو ایک ہی ہے جو نکاح کے بعد اللہ تعالی میاں بیوی میں ڈال دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

"میں نے نکاح سے زیادہ کسی چیز کو نہیں دیکھا جو دو لوگوں میں محبت ڈال دے۔"

عقد نکاح کے بعد اللہ تعالی شوہر کے دل میں بیوی کی اور بیوی کے دل میں شوہر کی محبت ڈال دیتا ہے اور یہی محبت ہی کا نتیجہ ہے کہ مرد اپنی بیوی، بچوں پر اپنا محنت سے کمایا گیا مال خرچ کرتا ہے اور اس محبت پر آخرت میں بہت اجر ہے اور یہ محبت عبادت ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات کو قرآن نے محبت اور پیار کی زندگی سے تعبیر کیا ہے اور سکون اور اطمینان کا ذریعہ بنایا ہے اور اپنی نشانی کے طور پر بتایا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

" اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری قسم سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان پیار اور محبت پیدا کر دی۔"[1]

یہ پیار اور محبت عورت کو چاہیے کہ اپنے خاوند کے لیے خالص رکھے۔ اس سلسلے

[1] سورۃ الروم: ۲۱

میں عورت کو چاہیے کہ غیر مردوں کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ اپنی زیب وزینت کا اظہار صرف محرم رشتے داروں کے حلقے تک محدود رکھے اور غیر محرم رشتوں سے اس زینت کو چھپائے اور خاوند کے لیے خوب بناؤ سنگھار کرے اور یہی زیب وزینت اختیار کرنا اس کی عبادت بن جائے گا، اس سلسلے میں عورت کو چاہیے کہ اچھے کپڑے پہنے، خوشبو کا استعمال کرے، اپنے آپ کو میل کچیل اور بو سے دور رکھے اور جب اس کا خاوند اسے دیکھے تو اسے اپنے انتخاب پر خوشی ہو۔

آپؐ سے سوال کیا گیا، بہترین عورت کونسی ہے تو آپؐ نے فرمایا:

أَيُّ النِّسَاءِ خَيْرٌ؟ قَالَ: «الَّتِي تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ، وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ»

شوہر جب اسے دیکھے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب کسی جائز کام کا حکم دے تو بجالائے اور اپنی جان اور مال میں ایسی مخالفت نہ کرے جو شوہر کو ناپسند ہو۔"[1]

عورت شوہر کی خاطر بناؤ سنگھار کرے، تیار ہو اور خاوند کو یہ بات بتائے کہ میں تمہارے لیے تیار ہوتی ہوں، اس کا یہ اظہار محبت خاوند کو بہت محبوب ہو گا۔

4۔ گھر کی ذمہ داری سنبھالیں۔

گھریلو امور کی ذمہ داری عورت پر ہے اور معاش کی ذمہ داری مرد پر ہے۔

خود سرور کائنات کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کا یہی دستور تھا۔ گھر کا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرتیں، چکی خود چلاتی تھیں، یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں پر گٹے پڑ جاتے تھے۔

1 سنن نسائی: کتاب النکاح، باب ای النساء خیر، حدیث: ۳۲۳۱

حضرت زبیر کی بیوی حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ حضرت زبیر کے گھوڑے کو گھاس دانہ ڈالتی تھی اور کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی تھیں۔ [1]

5۔ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلیں۔

گھر کا سربراہ مرد ہے اسے اختیار ہے کہ وہ اپنے گھر کا رخ متعین کرے، اس وجہ سے شریعت نے مرد کو اختیار دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنی اجازت کے بغیر نہ جانے دے اور نہ ہی خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا گھر میں آئے، حتیٰ کہ اس عورت کے عزیز و اقارب بھی۔ کیونکہ گھر کا قوام مرد ہے۔ عورت اپنے میکے بھی خاوند کی اجازت سے جائے شریعت اجازت دیتی ہے کہ عورت گھر سے ضرورت کے تحت نکل سکتی ہے۔ مثلاً اعزا واقارب سے ملنے کے لیے، خوشی غمی میں شامل ہونے کے لیے، عبادت کے لیے مسجد میں جاسکتی ہے، تعلیم حاصل کرنے کے لیے مگر خاوند کی اجازت کے بعد اللہ کی حدود کا خیال رکھتے ہوئے بناؤ سنگھار کر کے نہ نکلے اور خوشبو بھی نہ لگائے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"عورتیں اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں کہ ان کی مخفی زیب وزینت ظاہر ہو۔" [2]

عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا: عورت ساری کی ساری چھپانے کی چیز ہے اور جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے اور اس کے لیے اپنے گھر کے گوشہ میں ہی رہنا باعث رحمت الہی ہے۔ عورتوں کا وقار گھر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے پردے کا اہتمام کریں۔

1 بخاری: کتاب النکاح، باب الغیرۃ، حدیث: ۴۹۲۶

2 سورۃ نور: ۳۱

«أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلَى قَوْمٍ لِيَجِدُوا مِنْ رِيحِهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ»

"جو عورت خوشبو لگا کر مجلس پر سے گزرتی ہے وہ بھی زانیہ ہے۔"[1]

6۔ خاوند کے مال کی حفاظت کرے۔

عورت خاوند کے مال کو گھر پر بچوں پر اور اپنی ذات پر استعمال کر سکتی ہے۔ مگر دوسروں پر خرچ کرنے کے لیے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔

آپؐ نے فرمایا:

لاَ تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلاَّ بِإِذْنِ زَوْجِهَا، قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَلاَ الطَّعَامُ، قَالَ: ذَاكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا.

"عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کچھ نہ خرچ کرے ۔سوال کیا گیا کیا کھانا بھی؟ آپؐ نے فرمایا: یہ تو تمہارا بہترین مال ہے۔"[2]

یعنی کھانا وغیرہ یا کسی کی دعوت کرنے کے لیے خاوند کی اجازت اور رضامندی ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جب عورت مال خرچ کرتی ہے، جبکہ اس کی نیت فساد کی نہ ہو تو اس کے لیے اجر ہوتا ہے، کیونکہ عورت نے خرچ کیا اور مرد کو بھی اجر ہے، کیونکہ اس کا مال ہے۔"

عورت کو چاہیے کہ میکے والوں پر، اپنی سہیلیوں پر خاوند کی اجازت سے خرچ کریں ورنہ یہ خیانت ہوگی۔

1 سنن نسائی: کتاب الزینة، باب ما یکره للنساء من الزینة، حدیث: ۵۱۲۶

2 ترمذی: کتاب النکاح، باب فی نفقة المرأة من بیت زوجها، حدیث: ۶۷۰

7۔ خاوند کے رازوں کی حفاظت کرے

شوہر کے عیبوں سے جتنا بیوی واقف ہوتی ہے اتنا کوئی اور نہیں ہوتا۔ اسی لیے عورت کو چاہیے کہ خاوند کے عیبوں کی تشہیر نہ کرتی پھرے۔ خاوند کے تمام رازوں کی حفاظت کرے، حتی کہ میکے اور دیگر سسرالی رشتوں میں بھی اس کے رازوں کو افشاں نہ کرے۔ اس کے ساتھ ہونے والی تنہائی کی گفتگو کو کسی سے بیان نہیں کرنا اور نہ ہی خاوند کے عیبوں کی چغلی کھانی ہے۔

قرآن میں میاں بیوی کے رشتے کو لباس کہا گیا ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

"وہ (عورتیں) تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"(1)

یہ رشتہ زوجیت لباس کی طرح ہے، جس لباس انسان کو زینت دیتا ہے، اس کے جسم کی حفاظت کرتا ہے، گرمی اور سردی سے بچاتا ہے اور ستر کو چھپاتا ہے تو اسی طرح شوہر اور بیوی کے رشتے میں خصوصیات موجود ہونی چاہئیں۔ حفاظت کے حوالے سے دیکھیں تو اس رشتے میں رازوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے، عورت مرد کے رازوں کی، مال کی، عزت کی، گھر کی تمام چیزوں کی محافظ ہے۔

عورت کو چاہیے کہ اس کے رازوں کی تشہیر کرکے اس کے اعتماد کو ختم نہ کرے۔ خاوند کے رازوں کی حفاظت نہ کرنا سخت گناہ ہے۔ اس گناہ کی شدت کا اندازہ سورۂ تحریم سے لگایا جاسکتا ہے کہ ازواج میں سے ایک زوجہ نے راز کی حفاظت نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو طلاق کی دھمکی قرآن میں سنادی اور اس کو قرآن میں بطور آیت قیامت تک باقی رکھا تاکہ اس برائی کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکے۔ مگر آج ہمارے

1 سورۃ البقرۃ:۱۸۷

معاشرے میں خاوند کے راز کو افشاں کرنا برائی ہی نہیں سمجھا جاتا، خاص کر میکے میں تو اس پر Open Discusion کی جارہی ہوتی ہے۔

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَٰذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ﴿٣﴾ إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَٰلِكَ ظَهِيرٌ ﴿٤﴾ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا﴾[1]

"جب نبی نے اپنی بعض عورتوں سے ایک پوشیدہ بات کہی، پس جب اس نے اس بات کی خبر کر دی اور اللہ نے اپنے نبی کو اس پر آگاہ کر دیا تو نبی نے تھوڑی سی بات تو بتا دی اور تھوڑی سی ٹال گئے، پھر جب نبی نے اپنی اس بیوی کو یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگی اس کی خبر آپ کو کس نے دی؟ کہا سب جاننے والے پوری خبر رکھنے والے اللہ نے مجھے یہ بتلایا ہے۔(اے نبی کی دونوں بیویو!) اگر تم دونوں اللہ کے سامنے توبہ کر لو (تو بہت بہتر ہے) یقیناً تمہارے دل جھک پڑے ہیں اور اگر تم نبی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی، پس یقیناً اس کا کارساز اللہ ہے اور جبریل ہیں اور نیک اہل ایمان اور ان کے علاوہ فرشتے بھی مدد کرنے والے ہیں۔ اگر وہ (پیغمبر) تمہیں طلاق دے دیں تو بہت جلد انہیں ان کا رب! تمہارے بدلے تم سے بہتر بیویاں عنایت فرمائے گا، جو

1 سورۃ التحریم: ۳۔۵

اسلام والیاں، ایمان والیاں، اللہ کے حضور جھکنے والیاں، توبہ کرنے والیاں، عبادت بجالانے والیاں، روزے رکھنے والیاں ہوں گی بیوہ اور کنواریاں''

8۔ خاوند کی ناشکری نہ کریں۔

خاوند کی ناشکری کرنے پر عورتیں مردوں کے دلوں سے اپنا احترام کھو دیتی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

«يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، وَيَكْفُرْنَ الإِحْسَانَ، لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ»

'' عورتیں شوہروں کی ناشکر گزار ہوتی ہیں اور ان کے احسان کی منکر ہوتی ہیں۔ تم اگر ان کے ساتھ زندگی بھر احسان کرو، پھر اگر کوئی بات تمہاری طرف سے ان کے خلاف طبیعت ہوگئی تو بول اٹھیں گی کہ میں نے کبھی بھی تم سے کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔''[1]

ایک اور جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

«كُلُّ وَلُودٌ وَدُودٌ، إِذَا غَضِبَتْ أَوْ أُسِيءَ إِلَيْهَا أَوْ غَضِبَ - أَيْ: زَوْجُهَا قَالَتْ: هَذِهِ يَدِي فِي يَدِكَ لَا أَكْتَحِلُ بِغُمْضٍ حَتَّى تَرْضَى»

''تمہاری عورتوں میں سے وہ عورتیں جنتی ہیں جو اپنے شوہروں سے محبت کرنے والی ہوتی ہیں اور اگر ان کی طرف سے انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ ان کے پاس آکر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے کر کہیں ہم اس وقت تک نہ سوئیں گی جب تک آپ ہم سے راضی نہ ہو جائیں۔''[2]

---

1 بخاری: ابواب الکسوف، باب صلاة الكسوف جماعة، حدیث: ۱۰۵۲

2 المعجم الصغیر للطبرانی: باب الالف، حدیث: ۱/۸۹، ۱۱۱۸

عورتوں کو چاہیے کہ خاوندوں سے شکوے شکایات نہ کریں۔ آپ ؐ نے فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ»[1]

"اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو۔ میں نے تمہاری اکثریت کو جہنم میں دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا: اے رسول اللہ! کس وجہ سے؟ آپ نے فرمایا: تم لعن طعن کثرت سے کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اگر تم شکر کروگے تو تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب شدید ہے۔"[2]

ہمیشہ یاد رکھیں۔ خاوندوں کی ناشکری پر دوزخ کی وعید ہے اور اگر آپ کو خاوند سے کوئی بات منوانی بھی ہے تو شکر گزاری کرتے ہوئے تعریف کے انداز میں منوائیں ۔ مثلاً اگر میکے والوں کے ساتھ رویے پر اعتراض ہے تو شکوہ کرنے کے انداز کی بجائے اس انداز میں بات کریں کہ آخری مرتبہ جب آپ میکے گئے تھے تو سب کو بہت اچھا لگا تھا..... اس طرح مقصد بھی حاصل ہو جائے گا اور فساد بھی نہ ہو گا۔

بہترین عورت کون ہے؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ پوچھا گیا بہترین عورت کون سی ہے۔ فرمایا:

«التی تسرہ اذا نظر وتطیعه اذا امر ولا تخالفه فی نفسها ومالها

1 صحیح بخاری: کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، حدیث: ۳۰۴

2 سورۃ ابراہیم: ۷

بما یکرہ» [1]

”وہ عورت کہ اس کا شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کر دے جب کسی بات کا حکم دے، اسکی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال کے معاملے میں شوہر جس چیز کو ناپسند کرتا ہو اس کی مخالفت نہ کرے۔“

1 سنن نسائی: کتاب النکاح، باب ای النساء خیر، حدیث: ۳۲۳۱

گیارہواں باب

شیطانی ہتھکنڈے اور ان کا علاج

شیطان کا محبوب ترین عمل

آپ ﷺ نے ایک دفعہ ابلیس اور اس کی ذریات کی شیطانیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

«إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ، ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ، فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً، يَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُولُ: مَا صَنَعْتَ شَيْئًا، قَالَ: وَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ، فَيَقُولُ: مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِهِ، قَالَ: فَيُدْنِيهِ مِنْهُ - أَوْ قَالَ: فَيَلْتَزِمُهُ - وَيَقُولُ: نِعْمَ أَنْتَ أَنْتَ»

" ابلیس اپنا تخت شاہی بچھا کر جلوہ افروز ہو جاتا ہے اور اپنی شیطانی فوج کو انسانوں میں بھیجتا ہے تاکہ ان میں فتنے برپا کرے۔ چنانچہ شیطانی فوج اپنی خدمات کی انجام دہی پر روانہ ہو جاتی ہے اور ابلیس اس فوج میں اس کو زیادہ نوازتا ہے جس نے سب سے بڑھ کر فتنہ برپا کیا ہو۔ شیطانی فوج جب فتنہ گری سے واپس آتی ہے تو ان میں سے ہر ایک اپنے سردار کے روبرو رپورٹ پیش کرتا ہے کہ میں نے یوں کیا، میں نے یوں کر ڈالا اور میں نے یہ عظیم الشان کام سرانجام دیا۔ اسی سلسلہ میں ایک شیطان آگے بڑھتا ہے اور اپنے سردار شیطان کے روبرو آکر کھڑا ہو جاتا ہے اور اپنی رپورٹ پیش کرتا ہے: "میں نے اپنی ڈیوٹی بڑی تندہی سے ادا کی اور اس وقت تک اطمینان کی سانس نہ لی جب تک میں نے میاں بیوی میں پھوٹ ڈالنے میں کامیابی حاصل نہ کر لی۔"

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابلیس یہ رپورٹ سن کر خوشی سے اچھل پڑتا ہے اور اس شیطان کو اٹھ کر اپنے سینے سے چمٹا لیتا ہے اور تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تو نے خوب کیا اور تو سب پر بازی لے گیا۔"[1]

ملا علی قاری فرماتے ہیں:

«لِأَنَّهُ مُحِبُّ كَثْرَةِ الزِّنَا، وَغَلَبَةِ أَوْلَادِ الزِّنَا لِيُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ، وَيَهْتِكُوا حُدُودَ الشَّرْعِ»

" میاں بیوی میں تفریق اور لڑائی جھگڑا شیطان کے لیے قابل مسرت اس لیے ہے کیونکہ وہ زنا کی کثرت کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ حرامی بچے پھیلیں اور زمین پر فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہو۔"[2]

میاں بیوی میں لڑائی کروانا گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«ليس منا من خبب المرأة علىٰ زوجها»

" وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بیوی کو خاوند کے خلاف بھڑکائے۔"[3]

قرآن مجید میں بھی میاں بیوی کے درمیان تفریق پیدا کرنے کی سختی سے مذمت کی گئی ہے:

«فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ»

---

1 صحیح مسلم:کتاب صفة الجنة والنار،باب تحريش الشيطان،حدیث:۲۸۱۳

2 حاشیہ مشکوۃ عن المرقاۃ،ص۱۸

3 سنن ابی داود:کتاب النکاح،بَابٌ فِيمَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا، حدیث:۲۱۷۵

"سو وہ لوگ ان دونوں سے ایسا جادو سیکھ لیتے تھے کہ اس کے ذریعہ کسی مرد اور اس کی بیوی میں تفریق پیدا کر دیتے تھے۔"

پھر اس جادو کا انجام ذکر کرتے ہوئے قرآن ہی میں ارشاد ہے:

«وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ»

" اور ضرور یہ بھی اتنا جانتے ہیں کہ جو شخص اس (جادو) کو اختیار کرے، ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔"[1]

شیطانی طاقتوں اور جادو سے بچنے کے لیے احتیاطی تدابیر

1. مدینہ منورہ کی عجوہ کھجور کے سات دانے صبح نہار منہ کھالیں۔ اگر مدینہ کی میسر نہ ہوں تو کوئی بھی کھجور کھائی جاسکتی ہے۔

حدیث نبویؐ میں آتا ہے:

«مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً، لَمْ يَضُرَّهُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ»

"جو شخص عجوہ کھجور کے سات دانے صبح کے وقت کھالے اسے زہر اور جادو کی وجہ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"[2]

2. باوضوء رہیں، باوضو مسلمان پر جادو اثر انداز نہیں ہو سکتا اور وہ فرشتوں کی حفاظت میں رہتا ہے۔ خصوصاً سونے سے قبل وضو کر کے سوئیں۔ ایسے شخص کے ساتھ ایک فرشتہ رہتا ہے اور جب بھی وہ شخص کروٹ بدلتا ہے

1 سورۃ البقرۃ:۱۰۲

2 بخاری: کتاب الطعام، باب العجوۃ، حدیث:۵۴۴۵

تو فرشتہ اس کے حق میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے:

" اے اللہ! اپنے اس بندے کو معاف کردے، کیونکہ اس نے طہارت کی حالت میں رات گزاری۔"[1]

3. مرد حضرات باجماعت نماز کا اہتمام کریں اور خواتین اول وقت نماز ادا کریں۔ جماعت کے ساتھ پابندی سے نماز پڑھنے والا شخص شیطان سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس سلسلے میں سستی برتنے سے شیطان اس پر غالب آجاتا ہے اور جب وہ غالب آجاتا ہے تو اس میں داخل ہو سکتا ہے اور اس پر جادو بھی کر سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْ ثَلَاثَةٍ فِي قَرْيَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِيهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا قَدِ اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَعَلَيْكَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا يَأْكُلُ الذِّئْبُ الْقَاصِيَةَ»

"کسی بستی میں جب تین آدمی موجود ہوں اور وہ باجماعت نماز ادا نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے۔ لہٰذا تم جماعت کے ساتھ رہا رو۔ کیونکہ بھیڑیا اسی بکری کو شکار کرتا ہے جو ریوڑ سے الگ ہو جاتی ہے۔"[2]

4. اندھیرے میں اور تنہائی میں بیٹھنے / لیٹنے سے اجتناب کریں۔

5. قیام اللیل کا اہتمام کریں۔ کیونکہ اس میں کوتاہی کرکے انسان خود بخود اپنے

---

1 سنن ابوداود: کتاب الصلاۃ ،باب فی التشدید فی ترک الجماعۃ، حدیث: ۵۴۷

2 بخاری: کتاب بدء الخلق،باب صفۃ ابلیس و جنودہ: حدیث: ۳۲۷۰

اوپر شیطان کو مسلط کرلیتا ہے اور جادو کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں:

«ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقِيلَ: مَا زَالَ نَائِمًا حَتَّى أَصْبَحَ، مَا قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَقَالَ: «بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنِهِ»

"رسول اللہ ﷺ کے پاس اس شخص کا ذکر کیا گیا جو صبح ہونے تک سویا رہے اور قیام اللیل کے لیے بیدار نہ ہو تو آپؐ نے فرمایا" اس کے کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔"[1]

اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں:

"جو شخص وتر پڑھے بغیر صبح کرتا ہے۔ اس کے سر پر ستر ہاتھ لمبی رسی کا بوجھ پڑ جاتا ہے۔"[2]

6. بیت الخلا میں جاتے ہوئے اور نکلتے ہوئے مسنون دعائیں پڑھیں۔ کیونکہ ناپاک جگہ پر شیطانوں کا گھر اور ٹھکانہ ہو جاتا ہے۔

بیت الخلا میں جانے کی دعا:

«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ»[3]

"اے اللہ! میں ناپاک جنوں (مذکر) اور ناپاک جننیوں (مؤنث) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

1 صحیح البخاری: كتاب التهجد، باب اذا نام و لم يصل بال الشيطان فى اذنيه، حدیث: ۱۱۴۴

2 فتح الباری

3 سنن ابن ماجۃ: كتاب الطهارة و سننها، باب ما يقول اذا دخل الخلاء، حدیث: ۳۰۰

بیت الخلا سے نکلنے کی دعا:

«اَلْحَمْدُ لله الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي»[1]

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں، جس نے مجھ سے تکلیف دہ چیز (فضلہ) کو دور کر دیا۔ اور مجھے صحت دے دی۔"

7. نماز شروع کرتے وقت شیطان سے اللہ کی پناہ طلب کریں۔

حضرت جبیر بن معطمؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز کے شروع میں یہ دعا سنی:

«اَللہ اَکْبَرْکَبِیرًا، وَالْحَمْدُلله کَثِیراً، وَسُبْحَانَ الله بُکْرَةًوَّ اَصِیْلاً» (3 مرتبہ)

«اَعُوْذُ بِالله مِنَ الْشَیْطَانِ الْرَجِیْمِ مِنْ نَفَخِهِ وَنَفَثِهِ وَهَمَزِهِ»[2]

"اللہ بہت بڑا ہے، اس کے لیے بہت تعریفیں ہیں، اس کے لیے صبح وشام کی پاکی ہے۔ اے اللہ! میں شیطان کے پھونک مارنے، تھوکنے اور اس کے وسوسے ڈالنے سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔"

8. بدن، کپڑوں کو ناپاکی سے جلد از جلد دور کرنے کی کوشش کریں۔ ناپاکی کی حالت میں شیطان بہت آسانی سے انسان پر مسلط ہو سکتا ہے۔

9. شادی کے بعد اپنی بیوی کی پیشانی پر دایاں ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھیں۔

« اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ

---

1 سنن ابن ماجۃ:کتاب الطهارة و سننها،باب ما يقول اذا خرج من الخلاء، حدیث:۳۰۱

2 سنن ابوداود:کتاب الصلاة،باب ما يستفتح به الصلاة،حدیث:۷۶۴

مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ»[1]

"اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جس پر تو نے اس کو پیدا کیا اور پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس پر تو نے اس کو پیدا کیا۔"

10. ازدواجی زندگی کا آغاز نماز کے ساتھ کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں:

"شادی کے بعد آپ جب اپنی بیوی کے پاس جائیں تو اسے کہیں کہ وہ آپ کے پیچھے دو رکعات نماز ادا کرے اور پھر یہ دعا پڑھیں۔"

« اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِي فِي أَهْلِي ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِيَّ، اَللّٰهُمَّ اجْمَعْ بَيْنَنَا مَا جَمَعْتَ بِخَيْرٍ، وَفَرِّقْ بَيْنَنَا اِذَا فَرَّقْتَ اِلَى الْخَيْرِ »[2]

11. سونے سے قبل وضو کر کے سوئیں۔ آیۃ الکرسی آخری تین قل پڑھ کر سوئیں اور اللہ کو یاد کرتے ہوئے سو جائیں۔

حضرت ابوہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ شیطان نے ان سے کہا:

«إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الكُرْسِيِّ مِنْ أَوَّلِهَا حَتَّى تَخْتِمَ الآيَةَ: ﴿اللهُ لاَ إِلَهَ إِلَّا هُوَ الحَيُّ القَيُّومُ﴾ وَقَالَ لِي: لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ، وَلاَ يَقْرَبَكَ شَيْطَانٌ حَتَّى تُصْبِحَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوبٌ»

"جو شخص سونے سے پہلے آیت الکرسی پڑھ لے، صبح ہونے تک ایک فرشتہ

[1] ابوداؤد: کتاب النکاح، باب فی جامع النکاح، حدیث:۲۱۶۰

[2] المعجم الکبیر للطبرانی:۹/۲۰۴

اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا۔ یہ بات ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: "اس نے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ جھوٹا ہے۔"[1]

12. گھر سے نکلنے، مسجد میں داخل ہونے اور صبح و شام کے اذکار کی پابندی کریں۔ سورۃ بقرہ کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِي تُقْرَأُ فِيهِ سُورَةُ الْبَقَرَةِ»

"شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جہاں سورۃ بقرۃ کی تلاوت کی جائے۔"[2]

13. زندگی کے تمام معاملات میں اللہ کی فرمانبرداری کریں۔ اور ہر معاملے میں خواہ حقوق اللہ کا مسئلہ ہو یا حقوق العباد کا، اللہ کی نافرمانی سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

لڑکیاں پردے کا اہتمام کریں اور لڑکے داڑھی کٹوانے سے اجتناب کریں اور دیگر گناہوں سے بچنے کی بھی پوری کوشش کریں۔

یہ سب وہ تدابیر ہیں جن کو شیطانی چالوں سے پہلے اور بعد میں اختیار کرنا ہر مسلمان کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ان تمام چیزوں کی پابندی کرتے ہیں تو یاد رکھیں۔

"جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے چاہے وہ کسی شان سے آئیں۔"[3]

1 بخاری: کتاب الدعوات، باب اذا وکل رجلا، حدیث: ۲۳۱۱

2 صحیح مسلم: کتاب الصلاۃ، باب استحباب صلاۃ النافلۃ، حدیث: ۷۸۰

3 سورۃ طہٰ: ۶۹

زوجین میں لڑائی جھگڑے کی ظاہری وجوہات اور ان کا حل

1. مرد اور عورت کے مزاج کا بنیادی فرق

فطری طور پر مرد اور عورت کے مزاج میں فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بنیاد پر اللہ تعالی نے مرد کو گھر کا قوام بنایا ہے۔ عورت کو چاہیے کہ خاوند کی اس قوامیت کو قبول کرے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

"مرد عورتوں پر قوام ہیں۔"[1]

گھروں میں لڑائی جھگڑے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ عورت مرد کی بات نہیں مانتی اور فیصلے اپنی مرضی سے کرنا چاہتی ہے۔ یا گھر کا نظام اپنی مرضی سے چلانا چاہتی ہے تو مرد ایسی باتوں کو پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ یہ ان کے مزاج کے خلاف ہے۔ عورت کو چاہیے کہ مرد کی ہر وہ بات تسلیم کرے جو اللہ کے حکم کے خلاف نہ ہو۔ اور فرمانبردار بن کر دل کی خوشی کے ساتھ جھکنے والی بنے۔ خود گھر کی Leader بننے کی کوشش نہ کرے۔ یاد رکھیں، فرمانبرداری نیک عورت کی پہلی صفت ہے۔

"پس نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں۔"[2]

'قانت' ایسی لکڑی کو کہتے ہیں۔ جو زمین میں گاڑی گئی ہو اور ادھر ادھر حرکت نہ کرے اور یہاں نیک عورت کی یہ صفت بیان گئی ہے جو کہ مکمل فرمانبردار ہو۔ بحث نہ کرے، خاوند کی بات سنے اور مانے، کیا، کیوں، کیسے وغیرہ نہ کہے۔

1 سورۃ النساء: ۳۴

2 ایضاً

اگر مرد کی طرف سے زیادتی ہو رہی ہو تب بھی عورت کو چاہیے کہ جواباً لڑائی کا جواب لڑائی سے نہیں بلکہ احسان کا معاملہ کرتے ہوئے بھلائی سے کام لے، بلکہ حق سے بڑھ کر دے۔ اور درگزر سے کام لے ۔ مرد جھکنے کے لیے پیدا نہیں ہوا جھکنا عورت ہی کو پڑے گا۔

2. رشتہ کی ہمہ گیری

میاں بیوی کا رشتہ تمام دیگر رشتوں سے زیادہ ہمہ گیر ہے ۔ ان کے درمیان تعلقات کی نوعیت دیگر رشتوں سے مختلف ہے۔ ہر وقت ایک دوسرے کے ساتھ رہنا ہے اور Sharing بھی کرنی ہوتی ہے۔

غم ہو خوشی ہو، دوسرے معاملات ہوں ،غرض تمام چیزوں کا تعلق ایک دوسرے کے رشتہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھا جائے، انہیں مجروح نہ کیا جائے۔ اگر خاوند پریشان ہے تو اپنی خوشی کا اظہار نہ کریں اور اگر وہ خوش ہے تو اپنے غم کو چھپائیں۔ اس سلسلے میں ام سلیمؓ کا واقعہ یاد کر لیجیے۔(ام سلیمؓ کے شوہر ابو طلحہ سفر سے واپس آئے۔ ان کا بیٹا ابو عمیر اسی دن فوت ہوا۔ انہوں نے کسی کو بھی نہ بتایا۔ خاوند نے آتے ہی بیٹے کا حال پوچھا۔ بتایا کہ وہ پہلے سے زیادہ پر سکون ہے۔ شوہر کو کھانا دیا۔ شوہر نے ان کے ساتھ رات گزاری۔ بعد میں کہنے لگیں۔ بیٹے کو دفن کر آئیں۔ ابو طلحہ نے صبح فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ کو سارا معاملہ بتایا۔ آپؐ[1] نے پوچھا: تم نے بیوی کے ساتھ رات گزاری تھی؟ کہنے لگے ہاں! فرمایا اللہ تمہیں اس میں برکت دے) اسی سے اللہ نے لڑکا

[1] بخاری:كتاب العقيقة، باب تسمية المولود عداة يولد لمن لم يعق عنه، حدیث: ۵۴۷۰

دیا جس کی اولاد سے دس عالم پیدا ہوئے.... یہ ام سلیمؓ کے صبر کی برکت تھی۔
اس حدیث کو یاد رکھیں۔

"اللہ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو کسی کے دل کو خوشی سے بھر دے۔"

جب ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کیا جائے گا تو گھر پر سکون رہیں گے۔ خوشیوں میں خوش ہو کر اور غم میں غم زدہ ہو کر وقت گزاریں۔ اور یہی صبر ہے جو ہمارا دین ہمیں سکھاتا ہے۔

یہ تعلق چند دنوں کا نہیں اور نہ ہی وقتی جذبات کا ہے۔ بلکہ اس رشتے کو نیکی کمانے کا ذریعہ سمجھیں۔ ایک دوسرے کی پسند اور ناپسند کا احترام کریں اور جہاں تک ہو سکے اختلاف سے بچیں۔ گھر ٹوٹنے کی ایک وجہ ذہنی ہم آہنگی کا نہ ہونا بھی ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ان کو مسائل نہ بنائیں۔ مسائل کو نظر انداز کرنا سیکھیں اور گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ انہیں بھلا دیں، بار بار یاد مت کریں۔ اپنا تعلق اللہ سے مضبوط کریں تاکہ یہ وقتی مشکلات آپ کو اذیت نہ دیں۔ اگر اختلاف ہو بھی جائے تو اس صورت میں وقتی طور پر خاموشی اختیار کریں۔ اگرچہ آپ درست ہوں تب بھی اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ بات لڑائی جھگڑے تک نہیں پہنچے گی اور معاملہ وہیں ختم ہو جائے گا۔ اگر ضد اور غصہ میں آئیں گی تو پھر معاملات حل نہیں ہوتے بلکہ بگڑتے ہیں۔ اس کا بہترین حل یہ ہے کہ بعد میں کسی اور وقت پر اپنی بات بتائی جائے۔ شکایت کے انداز میں نہیں بلکہ دلائل کے ساتھ قائل کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دیتا ہے اس

کے لیے آپ ﷺ[1] نے جنت کے محل کی بشارت دی ہے۔ لہٰذا اجر کو سامنے رکھیں۔

دنیا میں آپ کو Ideal life نہیں ملے گی۔ مومن کی Ideal life جنت میں ہے۔ جب ساتھ رہنا ہے تو معاف کرنے کی عادت اپنائیں۔ روز رات کو سونے سے قبل ایک دوسرے کی تمام کوتاہیوں کو معاف کر کے سوئیں تاکہ اگلے دن پھر سے خوش گوار زندگی کا آغاز کر سکیں۔

اپنے مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کریں Mood off کر لینا، منہ بنا لینا اور کئی کئی دن تک بات نہ کرنا ایک دوسرے کے منانے کا انتظار کرنا۔ غلط طریقہ ہے اس سے رابطہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ بے شک غلطی دوسرے فریق کی ہو تب بھی عاجزی اختیار کریں آگے بڑھیں اور اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائیں۔ اجر پر نظر رکھیں سب کام آسان ہو جائیں گے۔

اپنے اخلاق کے ذریعے ایک دوسرے کا دل جیتیں۔ اس حدیث کو یاد رکھیں۔

"جو شخص نرمی[2] سے محروم کر دیا گیا وہ تمام خیر سے محروم کر دیا گیا۔" ذہنی ہم آہنگی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کریں۔

3. اپنے فرائض کا شعور نہ ہونا

اپنے فرائض سے بے پرواہی کرنا بھی لڑائی جھگڑے کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ شادی سے قبل والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو ان کے فرائض اچھی طرح بتائیں۔ اور شادی کے بعد فریقین کو چاہیے کہ اپنی ذمہ داریاں بطور احسن پورا کریں۔ اس سلسلے میں اپنی کوتاہیوں پر نظر رکھیں اور ساتھ ساتھ اپنی اصلاح کرتے جائیں اور اپنے فرائض کو اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے ادا کریں۔ جہاں تک ہو سکے اپنی تمام

---

1 سنن ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، حدیث: ۴۸۰۰

2 صحیح مسلم: کتاب العبر والصلة، باب فضل الرفق، حدیث: ۲۵۹۲

ترکوششوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے فرائض ادا کریں۔ خود غرضی کا مظاہرہ نہ کریں۔ اگر کبھی اپنے فرض کو ادا کرنے کے لیے دل آمادہ نہیں بھی ہو رہا تب بھی کوتاہی مت کریں بلکہ اللہ کا خوف (تقویٰ) سامنے رکھیں۔ اور فرائض کو عبادت کا درجہ دیں اور کوشش کریں کہ فرائض کی ادائیگی میں احسان کا معاملہ کریں اور اس قرآنی آیت کو یاد کرلیا کریں:

"اگر تم احسان سے پیش آؤ اور خدا ترسی سے کام لو تو یقین رکھو اللہ تمہارے اس طرز عمل سے بے خبر نہیں۔"[1]

احسان یہ ہے کہ انسان دوسرے کے حق میں بڑھ کر نیکی کا معاملہ کرے۔

قرآن میں ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ[2]

"اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

جب انسان احسان کرتا ہے تو دنیا میں بھی اس کا بہترین اجر پاتا ہے اور آخرت میں تو ہے ہی۔

4. اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے رہنا

لڑائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اپنے فرائض ادا نہ کرنا بلکہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے رہنا۔ جیسے میرے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہیے تھا۔ مجھے یہ یہ چیز ملنی چاہیے تھی۔ یہ تو میرا حق ہے۔ وغیرہ وغیرہ

1 سورۃ النساء: ۱۲۸

2 سورۃ البقرۃ: ۱۹۵

ہماری شریعت میں حقوق کا کہیں ذکر نہیں، بلکہ شریعت ہمیں فرائض بتاتی ہے کہ بیوی کے کیا فرائض ہیں، خاوند کے کیا فرائض ہیں۔ جب فریقین اپنے اپنے فرائض ادا کریں گے۔ تو بیوی کو اپنے حقوق مل جائیں گے اور خاوند کو اپنے حقوق مل جائیں گے۔ اور اس طرح لڑائی ہو گی ہی نہیں۔ مگر آج اس کے برعکس یورپ نے ہمیں حقوق کا مطالبہ کرنا سکھا دیا ہے اور اپنے فرائض کا کسی کو پتہ ہی نہیں اور یہی وجہ لڑائی کا باعث بنتی ہے۔

یاد رکھیں جب انسان کسی کے ساتھ نیکی کرتا ہے تو بدلے میں بھی نیکی ہی پاتا ہے اسلئے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے اس بات پر غور کریں کہ آپ کے کیا کیا فرائض ہیں۔ کہیں میرے فرائض میں کوئی کمی تو نہیں آ رہی۔ اگر آپ کسی شخص میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو تبدیلی کا آغاز اپنی ذات سے شروع کریں دوسرے خود بخود آپ کے عمل کو دیکھ کر بدلیں گے۔ اور ماحول خوشگوار رہے گا۔ اگر دوسرا شخص اپنے فرائض ادا نہیں کر رہا تو وہ خود گناہ گار ہے آپ پر اس کا کوئی بوجھ نہیں آپ سے آپ کے اعمال کا حساب ہو گا۔ لہذا آپ کسی کو اپنی مرضی کے مطابق نہیں چلا سکتے ہاں اپنی ذات کو اپنی مرضی کے مطابق چلائیں کیونکہ آپ اپنے بارے میں جوابدہ ہوں گے۔ اپنی اصلاح کی فکر ہر وقت رکھیں۔ یہ نہ دیکھیں کہ دوسرے کو آپ کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے تھا۔ اپنے عمل سے دوسروں کو بدلیں۔ اور یاد رکھیں!

عمل کا ایک اونس تبلیغ کے 100 ٹن سے بہتر ہے۔

5. معاشی مشکلات

معاشی مشکلات بھی لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہیں اصل بات یہ ہے کہ آج ہماری زندگی سے قناعت ختم ہو گئی ہے۔ ہر فرد خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہے۔

اچھا گھر، اچھا لباس، اچھا کھانا، اچھی سواری یہ ہماری ترجیحات میں ہیں۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

اگر ابن آدم کو سونے کی ایک وادی مل جائے تو وہ دوسری وادی کی تمنا کرتا ہے۔[1]

انسان کی زندگی کی بنیادی ضروریات بہت مختصر ہیں باقی سب خواہشات ہیں۔ اور خواہشات کو جتنا بڑھائیں یہ بڑھتی جاتی ہیں۔ اور ہوس بن جاتی ہیں۔ اور ہوس تو کبھی ختم ہوتی ہی نہیں اس سلسلے میں آپ ﷺ کا فرمان یاد رکھیں:[2]

دنیاوی معاملات میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھو اور دین میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھو۔

اگر اس اصول پر عمل کریں گے تو خوش رہیں گے اور پر سکون زندگی گزاریں گے۔

آپ ﷺ کی زندگی کو سامنے رکھیں اور سادہ زندگی گزاریں۔ حضرت عائشہؓ[3] بتاتی ہیں کہ خانہ نبوی میں دو، دو مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔ اور صرف کھجور اور پانی پر گزارا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جو کی روٹی اور سرکہ بھی کھا لیتے۔ اور آج ہمارے دستر خوان نعمتوں سے بھرے ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں ضروری ہے کہ فضول خرچی سے بچا جائے۔ دنیاوی معاملات میں ریاکاری، نمود ونمائش اور ایک دوسرے سے مقابلہ بازی نہ کریں۔ اپنی زندگی کو ان لغویات سے پاک رکھیں۔ معاشی مشکلات ہماری اپنی اختیار کردہ ہیں۔ سادگی اختیار

---

1 صحیح بخاری: کتاب الرقاق، باب مایتقی من فتنة المال، حدیث: ٦٤٣٨

2 صحیح مسلم، حدیث: ٢٩٦٣

3 بخاری: کتاب الطعام، باب من اکل حتی شبع، حدیث: ٥٣٨٣

کریں۔ اس طرح وقت، صلاحیت اور پیسہ تینوں چیزوں کی بچت ہو گی اور زندگی خوشگوار ہو جائے گی۔

6. جسمانی بیماریاں

اکثر اوقات جسمانی بیماریاں بھی جھگڑے کا باعث ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اصول ذہن میں رکھیں کہ اگر فریقین میں سے کوئی بیمار ہے تو اسے اللہ کی آزمائش سمجھیں اور صبر کے ساتھ رہیں۔ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو اپنے مسائل خود حل کریں اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں تا کہ یہ آزمائش آسانی سے گزر جائے نہ کہ ایک دوسرے کو طعنہ دیا جائے اس طرح گھر ٹوٹتے ہیں۔ اور انسان کی خود غرضی سامنے آتی ہے۔ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیں۔ اور خوشگوار زندگی گزاریں۔

7. بے دینی

اگر فریقین میں سے ایک دین دار ہے اور دوسرا دین دار نہیں۔ تو یہ بات بھی لڑائی جھگڑے کا باعث بنتی ہے اس سلسلے میں والدین کو چاہیے کہ اپنے بچے کے لیے جب رشتہ پسند کیا جائے تو دینداری کو ترجیح دیں۔ اور اگر رشتہ ہو گیا ہے۔ اور فریقین میں سے ایک دین دار نہیں۔ تو ایسی صورت میں اگر مرد دین دار ہے عورت نہیں تو مرد کو چاہیے کہ گھر کا قوام ہونے کی حیثیت سے اپنی عورت کی دینی تعلیم کا انتظام کرے۔ اور اگر عورت دین دار ہے مرد دین دار نہیں تو اس سلسلے میں اور زیادہ محنت کی ضرورت ہے کیونکہ عورت گھر کی قوام نہیں کہ وہ اپنے فیصلے گھر میں نافذ کرے تو اس سلسلے میں عورت کو چاہیے کہ مستقل مزاجی کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتے ہوئے اپنے خاوند کو دین دار بنانے کی کوشش کرتی رہے مگر اس کا انداز ضد والا اور طعنہ دینے

والا نہ ہو مثلاً تم نماز ہی نہیں پڑھتے تم تو ہو ہی دوزخی وغیرہ وغیرہ بلکہ مثبت انداز اختیار کرے، نماز کی فضیلتیں بتائے اور نہ پڑھنے والے کے لیے کیا سزا ہے اور گھر کا ماحول دین دار بنانے کی کوشش کرے۔ اپنے عمل سے ترغیب دے۔ اور جب انسان کوئی کام اللہ کی رضا کے لیے کرتا ہے۔ اور اللہ بھی ایسے عمل کی قدر کرتا ہے اور ضرور اس آزمائش میں آپ کو کامیابی عطا کرے گا۔ بس اس سلسلے میں صبر سے کام لیں۔ اور محنت جاری رکھیں۔ اور دعا بھی کریں۔

8. جوائنٹ فیملی سسٹم

جب اگلے گھر میں جائیں تو اس سوچ کے ساتھ جائیں کہ سسرالی رشتے نئے نہیں ہیں۔ یہ وہی رشتے ہیں جو آپ پیچھے چھوڑ کر آئی ہیں۔ ساس سسر کو ماں باپ کا درجہ دیں اور اپنے والدین کی طرح ہی ان کا احترام کریں۔ اور نند، دیور، جیٹھ سے بھی بغض نہ رکھیں۔ اور ایسا نہ سوچیں کہ یہ خاوند صرف آپ کا ہی ہے بلکہ اس کے اور بھی رشتے ہیں اور شادی کے بعد ان رشتوں میں آپ کی وجہ سے فرق نہیں آنا چاہیے۔

جوائنٹ فیملی سسٹم میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو نظر انداز کر دیں، آپ کے اپنے گھر میں بھی تو اختلاف ہو جاتا تھا اور مائیں وہاں بھی ڈانٹتی تھیں تو سسرال میں جا کر اگر کوئی بڑا ڈانٹ دے یا اختلاف ہو جائے یا کوئی بات بری لگے تو برداشت کریں۔ ان رشتوں کو دل سے قبول کریں۔ اپنے اندر قربانی کا جذبہ رکھیں۔ اور دل سے قبول کی خوشی کے ساتھ ساس، سسر کی خدمت کریں۔ کیونکہ آپ کی جنت آپ کا خاوند ہے اور آپ کے خاوند کی جنت اس کے ماں باپ ہیں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کی خاوند کی جنت تو آپ کی وجہ سے چھن جائے اور آپ کی جنت آپ کو مل جائے۔

جوائنٹ فیملی سسٹم میں لڑائی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکی اپنے میکے جا کر

چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی Discuss کرتی ہے جس کی وجہ سے یہی چھوٹی برائیاں گھر ٹوٹنے کا باعث بنتی ہیں لہذا دوسروں کی غلطیوں کو معاف کرنا سیکھیں، غیبت، چغلی، حسد، کینہ، بغض سے مکمل اجتناب کریں۔ اگر دوسروں کی نگاہ میں قابل عزت بننا ہے تو دوسروں کو وہی درجہ دیں جو اپنے لیے پسند کرتی ہیں۔[1]

«لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ»

”تم میں کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ دوسرے کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔“

یاد رکھیں، سسرال والے آپ کے رشتہ دار بھی ہیں اور ہمسائے بھی تو ایسی صورت میں آپ پر ان کے دہرے حقوق ہیں۔ لہذا اپنے فرائض میں کوتاہی مت کریں اور خدمت سے سسرال والوں کے دل میں جگہ بنائیں لینے کی بجائے دینے کا جذبہ اپنے اندر رکھیں۔ محبت اور قربانی کے جذبے سے دوسروں کا دل جیتیں اور دوسروں کے دل کو خوشی سے بھر دیں۔ اسے نیکی سمجھیں۔

بعض اوقات سسرالی رشتوں سے نبھا نہیں بھی ہوتا اور اختلافات بڑھ جاتے ہیں ۔ اور لڑکی علیحدہ گھر کا مطالبہ کرتی ہے۔ تو شریعت میں اس چیز کی اجازت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے الگ گھر کا انتظام کیا۔ حتی الامکان جھگڑے سے بچیں اور لڑائی جھگڑے کو شیطان کا ہتھکنڈا سمجھیں کیونکہ یہی لڑائی جھگڑے طلاق کا باعث بنتے ہیں۔

---

1 بخاری: کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ، حدیث: ۱۳

9. عورت کی دو بڑی برائیاں

جن کی وجہ سے گھر میں لڑائی ہوتی ہے

1۔ زبان درازی

2۔ خاوند کی ناشکری

اس سے بچنا چاہیے۔

لڑائی جھگڑے کو شیطان کا ہتھکنڈا سمجھیں کیوں کہ یہی طلاق کا باعث بنتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ» فَقُلْنَ: وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: «تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ العَشِيرَ»

"اے عورتوں کی جماعت صدقہ بہت دیا کرو۔ کیونکہ میں نے تمہیں دوزخ میں زیادہ دیکھا ہے۔ ایک عورت نے پوچھا۔ یارسول اللہ کیوں؟ آپ نے فرمایا۔ "تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو، اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔"[1]

خاوند سے ہر وقت شکوے شکائتیں، برا بھلا کہنا۔ تم سے مجھے یہ نہیں لے کر دیا۔ وہ نہیں لے کر دیا۔ گھر اچھا نہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ عورت اتنی جذباتی ہوتی ہے کہ لڑائی کے وقت شوہر کے تمام احسانات بھول جاتی ہے اسکے الفاظ ہوتے ہیں تمہارے ساتھ شادی کر کے میری تو قسمت ہی پھوٹ گئی۔ تم نے میرے ساتھ کبھی احسان نہیں کیا۔

اس سے بچیں۔

[1] بخاری: کتاب الحیض، باب ترک الحائض الصوم، حدیث: ۳۰۴

10. اختلافات ختم کرنے کا قرآنی طریقہ

میاں بیوی کے اختلاف کی صورت میں قرآن مجید[1] نے ایک حل بتایا ہے۔ وہ یہ کہ میاں بیوی مسئلہ خود حل کرنے کے بجائے حاکم مقرر کرلیں۔ خاوند اپنے خاندان میں سے ایک اپنا نمائندہ مقرر کرے اسی طرح بیوی اپنے گھر والوں میں سے ایک نمائندہ مقرر کرلے۔ دونوں اپنے نمائندوں کو اپنی مشکلات، اختلافات، وجوہات ممکنہ حل وغیرہ بتائیں۔ ان کے نمائندے آپس میں بات چیت کریں ان شاء اللہ بہتر حل نکل آئے گا۔

اصل میں ہوتا یوں ہے کہ جب میاں بیوی آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو جذباتی ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر عورت زیادہ ہی جذباتی ہو جاتی ہے اور بجائے مسئلہ سلجھنے کے الجھ جاتا ہے۔ نمائندوں کا چونکہ ذاتی مسئلہ نہیں ہوتا اس لیے وہ بہتر ماحول میں بات چیت کو آگے بڑھاتے ہیں۔ جب کوئی حل نکل آئے تو یہی نمائندے میاں بیوی کو حالات میں اس پر عمل کرنے کے لیے آمادہ کرسکتے ہیں۔

1 سورۃ النساء: ۳۵

بارھواں باب

طلاق

اللہ تعالیٰ کو طلاق حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ لیکن جب گھر پر سکون ہونے کے بجائے جہنم بن جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی اجازت دیتے ہیں۔ طلاق کی مختلف صورتیں ہیں۔

ایلاء:

خاوند اپنی بیوی سے کہہ دیتا ہے کہ میں اب تم سے کبھی کلام نہیں کرونگا یا تمہاری شکل نہ دیکھونگا۔ تمہارے کمرے میں نہیں آؤنگا وغیرہ۔ اگر خاوند نے مدت مقرر کردی۔ مثلاً دو مہینے تک تم سے بات نہیں کروں گا تو اگر اس نے دو مہینے سے قبل بات کرلی تو کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن اگر اس سے قبل صلح صفائی ہوگئی تو اس کو اپنی اس قسم کا کفارہ دینا ہوگا۔ اگر مدت غیر محدود تھی اور خاوند نے اس کی پابندی بھی کی۔ تو اس صورت میں عورت کو چار ماہ کے بعد اختیار ہوگا کہ وہ کسی بھی پلیٹ فارم (گھر، خاندان، خاندان سے باہر، عدالت) میں خاوند سے مطالبہ کرے کہ وہ یا تو بسائے یا پھر طلاق دے دے۔ تاکہ وہ کسی دوسری جگہ اپنا گھر بسا سکے۔ اس صورت میں خاوند کو دونوں میں سے ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔ لیکن اگر عورت مطالبہ ہی نہیں کرتی، جیسا کہ ہمارے ہاں عام طریقہ ہے کہ عورتیں میکے جا کر بیٹھ جاتی ہیں اور وہیں طلاق لئے بغیر ساری عمر گزار دیتی ہیں۔ تو پھر طلاق نہیں ہوتی۔ کیونکہ جب تک شوہر طلاق نہ دے، طلاق نہیں ہوتی۔

طلاق رجعی:

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿الطلاق مرتان﴾[1] طلاق دوبار ہوتی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر بیوی کو مرد نے طلاق دے دی۔ اب عورت کو اس کے ہاں ہی اپنی عدت گزارنی ہے۔ یہ بھی اللہ کا حکم ہے کہ

﴿لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ﴾

طلاق کے بعد عورتیں شوہر کے گھر سے نہ نکلیں اور نہ ہی خاوند انہیں نکالیں۔[2]

مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض ہے۔ طلاق دینے کے بعد جب تین حیض گزر جائیں تو عدت ختم ہو جائے گی۔ اس دوران صلح ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ اسی لیے عورت کو شوہر کے گھر رہنے کا حکم دیا گیا ہے تا کہ صلح کے مواقع زیادہ ہوں۔ اور اگر عدت کے دوران مرد نے رجوع نہیں کیا عدت گزر گئی تو اب طلاق واقع ہو گئی۔ مرد کو چاہیے کہ اسے میکے بھجوا دے۔ اب عورت آزاد ہے چاہے تو کسی اور مرد سے نکاح کر لے۔

طلاق مکمل ہونے کے بعد شوہر کو صلح کا خیال آیا۔ شریعت اسے اجازت دیتی ہے کہ وہ اپنی سابقہ بیوی کو نکاح کا پیغام معروف طریقے سے بھیج دے۔ اگر عورت راضی ہو تو ان کا دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ ایجاب و قبول ہو گا، مہر دیا جائے گا اور وہ دونوں دوبارہ میاں بیوی بن جائیں گے۔ اب پھر ان کے اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔ خاوند دوبارہ طلاق دے دیتا ہے۔ اب پھر شریعت اسے دوران عدت صلح کا حق دیتی ہے۔ بیوی عدت کے دوران گھر رہے گی اور اسے سنگھار کے ساتھ رہنا چاہیے۔ خود بھی صلح

---

1 سورۃ البقرۃ: ۲۲۹

2 سورۃ الطلاق: ۱

کی کوشش کرنی چاہیے۔ مرد دوران عدت صلح کرلے تو کچھ بھی نہیں بگڑا۔ ہاں عدت کے دوران صلح نہ کی اور عدت گزر گئی۔ اب شریعت اسے پھر اجازت دیتی ہے کہ وہ چاہے تو دوبارہ نکاح کا پیغام بھیج دے اور وہ دونوں دوبارہ نکاح کرلیں۔ یہ 4 مواقع ہیں۔ دو عدت کے دوران اور دو عدت گزرنے کے بعد، یعنی نکاح کے ذریعے۔ یہی مطلب ہے (الطلاق مرتان) کا کہ طلاق دو مرتبہ ہوتی ہے۔ یعنی دوبار طلاق دینے کے بعد بھی عدت کے دوران صلح یا دوبارہ نکاح کی اجازت موجود ہے، ہاں اگر تیسری بار طلاق دے۔ تو اب وہ دوران عدت صلح نہیں کرسکتا۔ اور نہ ہی اسے عدت کے بعد نکاح کی اجازت ہوگی۔ تیسری دفعہ طلاق دیتے ہی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی اور اسے اپنی یہ عدت (یعنی تیسری طلاق کی) میکے گزارنا ہوگی۔ کیونکہ اب شوہر کے ساتھ صلح کی شریعت اجازت نہیں دیتی۔

تیسری طلاق کے بعد صرف ایک صورت باقی رہ جاتی ہے کہ میاں بیوی اکٹھے ہوں اور وہ یہ کہ اس عورت کا نکاح کسی اور مرد سے ہو اور وہ مرد اسے (کسی پلاننگ کے بغیر) فطری حالات میں طلاق دے دے یا وہ مرد فوت ہو جائے اور عورت بیوہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ ایسا نہیں جس کے بعد میاں اور بیوی دونوں اکٹھے ہو سکیں۔

طلاق دینے کا سنت طریقہ:

صحیح طریقہ یہ ہے کہ مرد بیوی کو طہر (پاکیزگی) کی حالت میں طلاق دے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ نے حیض کی حالت میں طلاق دینے پر رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔[1]

1 صحیح البخاری: کتاب الطلاق، باب اذا طلقت الحیض، حدیث: ۵۲۵۲

عورت جب حیض سے فارغ ہو تو تعلق قائم کیے بغیر اسے طلاق دے دے۔ یہ ایک خاوند کا شعوری فیصلہ ہے کہ میرا اپنی بیوی سے اب گزارا نہیں ہو سکتا تو میں یہ تعلق ختم کر دیتا ہوں۔ اس کے لیے وہ طہر کا انتظار کرے جس میں اس نے تعلقات قائم نہیں کیے۔ تاکہ بعد میں حمل وغیرہ کا بھی مسئلہ نہ ہو۔

یاد رکھیں! طلاق سخت اختلافات کی صورت میں ایک حل ہے، کوئی سزا نہیں ہے کہ غصہ آیا اور بیوی کو طلاق دے دی۔ بعد میں رجوع کے لیے پریشان ہوتے رہے۔

ایک مجلس میں تین طلاقیں دینا گناہِ کبیرہ ہے:

«أُخْبِرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثَ تَطْلِيقَاتٍ جَمِيعًا، فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ: «أَيُلْعَبُ بِكِتَابِ اللهِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟» حَتَّى قَامَ رَجُلٌ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَقْتُلُهُ»

دورِ نبوی میں ایک شخص نے 3 طلاقیں اکٹھی دے دیں۔ آپ ﷺ غصہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا: میری زندگی میں ہی کتاب اللہ سے یوں کھیلا جا رہا ہے۔ آپ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک شخص نے اجازت چاہی کہ میں اس مجرم کو قتل نہ کر دوں۔ آپؐ نے ازراہِ شفقت اجازت نہ دی۔[1]

ایک طلاق دیں۔ عدت گزر جانے پر وہی طلاق بائن ہو جائیگی۔ ہاں فائدہ یہ ہو گا کہ اس کے بعد بھی دوبارہ نکاح کی اجازت ہو گی۔ دوسری طلاق کا موقع بھی ابھی باقی ہو گا۔

[1] نسائی: کتاب الطلاق، باب الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ، حدیث: ۳۴۰۱

دین سے ناواقفیت

ہمارے ہاں جہالت کی وجہ سے لوگوں میں عام رواج ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی بہ یک وقت دے دیتے ہیں اور ایسے علماء حضرات بھی ہیں جو ان کو تین ہی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ قرآن کی رو سے طلاق "دوبار" دو مختلف مواقع پر ہوتی ہے۔ ایک بار آپ تین طلاقیں دیے دیں۔ موقع تو ایک ہی ہو گا۔ (جبکہ دو مواقع پر آپ طلاق کا حق استعمال کر سکتے ہیں۔ عدت کے دوران رجوع کر سکتے ہیں اور عدت کے بعد نیا نکاح کر سکتے ہیں۔) اور پھر اس صورتِ حال کا حل یوں بتاتے ہیں کہ اب 'حلالہ' کرو۔

حلالہ کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حکم:

حلالہ یہ ہوتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو اپنے لیے حلال کرنے کی خاطر اس کا نکاح کسی دوسرے مرد سے کرا دیتا ہے اور شرط لگا دیتا ہے:

1. کہ تم میری بیوی کو نہیں چھوڑو گے۔
2. تم اسے ایک ماہ یا پندرہ دن کے بعد طلاق دے دو گے۔

اور اس کے عوض وہ اس آدمی کو ایک رقم لاکھ، نصف لاکھ روپے دے دیتا ہے۔ معاہدہ کے مطابق نکاح ہو کر طلاق دے دی جاتی ہے۔ اور اس طرح اس بیوی کو پہلے شوہر کے لیے حلال کر دیا جاتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ دین ہے کہ تماشا۔ اسلام کو چھوڑیے ایک طرف۔ دنیا کا کون سا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ ان شرائط پر نکاح ہو اور پھر یہ نکاح کا ڈھکوسلہ کس کو دھوکہ دینے کے لیے رچایا جا رہا ہے۔ اللہ رب العزت کو جو دلوں کے بھید بھی جانتا ہے۔ ایسے شخص کا اللہ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کو ظاہری حالات سے دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔

ایسے شخص کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔

حلالہ کا رواج جاہلیت میں بھی تھا۔ وہ لوگ پہلی شرط نہیں لگاتے تھے کہ تم میری بیوی کو نہیں چھوؤ گے۔ ہاں طلاق کی شرط ضرور لگاتے تھے۔ آپؐ نے "حلالہ کرنے والے، حلالہ کروانے والے پر لعنت فرمائی"۔[1]

عدت کیا ہوتی ہے؟

جب ایک مرد طلاق دینے کا ارادہ کرے، تو اسے بیوی کو مطلع کرنا لازم ہے۔ تاکہ وہ عدت کا شمار کر سکے۔ کیونکہ عدت کے دوران رجوع کا حق باقی ہوتا ہے۔ عام مطلقہ کی عدت تین حیض ہوتی ہے، جبکہ حاملہ کی عدت وضع حمل تک ہوتی ہے۔ مرد نے جب طلاق دی تو حمل دو ماہ کا تھا۔ تو اب یہ عدت 7 ماہ چلے گی۔ یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے۔ عدت کے دوران شوہر اپنی بیوی کو اپنے گھر رکھے اور بیوی بھی وہاں سے نہ جائے۔ یہ اللہ کا حکم ہے۔ (سورۃ طلاق) خاوند بیوی پر خرچ کرے، اس کے ڈاکٹرز کی فیس، کیس کے اخراجات تمام شوہر ہی ادا کرے گا۔ کیونکہ یہ بچہ اس کی نسل سے ہے۔ اسی طرح اگر اس حالت میں طلاق دی کہ حمل 7، 8 ماہ کا تھا۔ تو پھر عدت بچہ پیدا ہونے تک ہوگی یعنی ایک یا دو ماہ۔ بڑی عمر کی عورتوں کی عدت جن کا حیض ختم ہو چکا ہو تین ماہ ہوتی ہے۔ رخصتی سے قبل دی گئی طلاق کی کوئی عدت نہیں ہوتی اور یہ طلاق فوراً واقع ہو جاتی ہے۔

خلع

جس طرح اللہ نے مرد کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح اگر عورت علیحدگی چاہے تو

[1] ابوداؤد: کتاب النکاح، باب فی التحلیل، حدیث: ۲۰۷۶

شریعت نے اس کو بھی اجازت دی ہے۔ "خلع" کا طریقہ یہ ہے کہ عورت خاوند سے مطالبہ کرتی ہے کہ میں تمہارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی مجھے آزاد کردو۔ مرد اس کا مطالبہ پورا کردیتا ہے تو اس کو خلع دے دیتا ہے۔ بعض اوقات مرد اس کو طلاق نہیں دینا چاہتا یا اسے تنگ کرنا چاہتا ہے۔ تو ایسی صورت میں عورت کسی اور پلیٹ فارم پر بات کرے، خاندان یا گلی محلہ میں کسی با اثر شخص سے بات کرے۔ اگر کامیاب نہ ہوسکے تو عدالت میں جائے۔ عدالت دونوں کو بلائے گی، ان کے حالات کا جائزہ لے گی، اگر واقعی عورت مظلوم ہو تو پھر خاوند کو پابند کرے گی کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ بعض صورتوں میں عدالت یکطرفہ ڈگری بھی جاری کردیتی ہے۔

خلع کی عدت ایک حیض ہے۔ اس دوران خاوند کو رجوع کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ عورت کو مہر لازماً واپس کرنا ہوگا۔ عدت گزرنے پر عورت آزاد ہوگی۔ خلع ایک طلاق رجعی کی طرح ہوتا ہے۔ اگر میاں بیوی اس کے بعد بھی نکاح کرنا چاہیں تو معروف طریقے کے مطابق دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

مہر
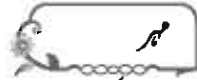
مہر نکاح کی شرط ہے، اس کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔ اسی لیے شریعت نے مرد کو اجازت دی ہے کہ اگر وہ نکاح کے موقعہ پر مہر ادا کرنے کا اہتمام نہیں کرسکتا تو وہ بعد میں مہر ادا کرے۔ اس مہر کو مہر مؤجل کہتے ہیں۔ اور اگر مرد فوری ادا کرے تو اسے مہر معجل کہتے ہیں۔ مرد نے بیوی کو نکاح کے موقع پر جو کچھ دیا تھا وہ اسے واپس لینے کا حق نہیں، قرآن مجید میں حکم ہے:

﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا﴾

”اگر تم نے ان کو ایک خزانہ بھی دیا تھا تو تم اس میں سے (طلاق کے موقعہ پر) کچھ بھی واپس نہیں لے سکتے۔“[1]

یہ اس صورت میں ہے کہ اگر مہر کی ادائیگی کر دی تھی، نہ کی تھی تو مرد کو مہر کی ادائیگی کرنا لازم ہے۔ اگر رخصتی سے قبل طلاق دے دی، تو نصف مہر کی ادائیگی لازم ہے۔ہاں مرد اگر پورا مہر دے تو فضیلت والی بات ہے۔ دونوں صورتوں میں مہر ادا کر دیا، یا نہ کیا مطلقہ کو کچھ نہ کچھ دے دلا کر رخصت کریں۔ یہ قرآن کا تاکیدی حکم ہے۔[2] تاکہ طلاق کی صورت میں جو بدمزگی و تلخی پیدا ہوتی ہے وہ کچھ کم ہو سکے۔ طلاق دیتے وقت اللہ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ زیادتی کر بیٹھیں۔

طلاق کے احکام و مسائل اللہ کی حدود ہیں اور ان حدود میں زیادتی کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالی نے اس موقعہ پر تقویٰ کا خصوصی حکم دیا ہے۔[3]

1 سورۃ النساء: ۲۰

2 سورۃ البقرۃ: ۲۳۱

3 سورۃ الطلاق: ۲

«اعظم النكاح بركة ايسره مؤنة»[1]

بے شک سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں مشقت سب سے کم ہو۔ ہمارے معاشرے میں شادیاں حقیقتاً عذاب بن گئی ہیں۔ جبکہ شریعت نکاح کو بہت آسان اور سہل رکھنا چاہتی ہے۔ کیونکہ جس معاشرے میں نکاح مشکل ہوتا ہے۔ وہاں زنا آسان ہوتا ہے۔ شریعت نکاح کو کیسے آسان بناتی ہے۔

1. منگنی کے موقعہ پر کوئی تقریب، کوئی حکم نہیں ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں اس موقعہ پر شادی کے برابر کھانے دیے جاتے ہیں۔ سسرال کو جوڑے، دعوتیں کی جاتی ہیں۔ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کو انگوٹھی پہناتے ہیں اور بہت سی خرافات ہوتی ہیں۔
2. شادی کے موقعہ پر مہندی، مایوں کی رسومات ہندوانہ ہیں۔ جو بہت مشقت اور مالی بوجھ کی وجہ بنتی ہیں۔
3. جہیز ہندوانہ رسم ہے۔ ہندو بیٹی کو وراثت نہیں دیتے۔ اسی لیے نکاح کے موقعہ پر اس کو حصہ دیتے ہیں اور لڑکا اسے اپنا حق سمجھتا ہے۔ جہیز دیتے وقت لڑکی کے والد لاکھوں خرچ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔
4. بارات کی کسی رسم کا تصور اسلام میں نہیں۔ حضرت عائشہؓ[2] کو ان کی

1 مستدرک حاکم: ۶/ ۱۸۲

2 بخاری: ۳۸۹۴

والدہ ام رومانؓ خود آپؐ کے پاس چھوڑ آئیں۔ اور حضرت فاطمۃ الزہرا اپنی لخت جگر کو رسول اللہ ﷺ نے ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی کے گھر بھیجا۔ دوسرے لوگ تو دور کی بات دولہا خود بھی نہیں آیا۔ اس موقعہ پر کھانے، ہال کے اخراجات لاکھوں میں ہوتے ہیں۔

5. شادی کے موقع پر سسرال کے جوڑے، زیور وغیرہ کس لیے؟ حالانکہ اگر کوئی تحفہ کا مستحق ہے تو لڑکی کا باپ بھائی جس نے اپنے جگر کا ٹکڑا، پال پوس کر لڑکے کے حوالے کر دیا۔[1]

6. شادی کے موقعہ پر خرچ کا حکم لڑکے کو دیا گیا۔

﴿ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم ﴾[2]

"تم مرد مال خرچ کرو۔ یہ مال دو جگہ خرچ ہو گا۔"

1۔ اپنی بیوی کو مہر دینے کے لیے۔

2۔ اپنی رہائش کے لیے۔ جس میں وہ اپنی بیوی کو لا رہا ہے اس رہائش گاہ کا سامان مرد کو ہی مہیا کرنا ہے۔ کیونکہ گھر اس کا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ گھر تو مرد کا ہو اور وہاں کے فرنیچر وغیرہ کی ذمہ داری عورت کی ہو۔

7. حق مہر اپنی طاقت کے مطابق دینے کی اجازت ہے۔ اللؤلؤ والمرجان میں حدیث ہے کہ آپ نے ایک شخص کو مال نہ ہونے کی صورت میں لوہے کی انگوٹھی لانے کا حکم دیا۔ وہ بھی جب نہ لا سکا تو آپ نے اس شخص سے

1 بلوغ المرام

2 سورۃ النساء: ۲۴

پوچھا کیا تمہیں قرآن کی کچھ سورتیں یاد ہیں۔ آپ نے صحابی کو کہا: تم اپنی بیوی کو یہ آیات سکھا دینا۔ اور یہی حق مہر قرار پایا۔ رہائش کی بھی یہی صورت ہوگی۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا﴾[1]

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا۔"

مال دار اپنی طاقت کے مطابق کرے۔ اور تنگ دست اپنی حیثیت کے مطابق۔

8. شادی کے موقعہ پر صرف ایک کھانا سنت ہے اور وہ ولیمہ کا ہے۔ اس کا معاملہ بھی یہی ہے کہ طاقت کے مطابق ہو۔ رسول[2] اللہ ﷺ نے حضرت صفیہؓ کے ساتھ جب نکاح کیا تو یہ غزوہ خیبر سے واپسی کا موقع تھا۔ صفر 7ھ آپ کے پاس سامان سفر ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ ایک دستر خوان بچھا دیا جائے اور تمام صحابہ خود اپنا کھانا لائیں۔ کوئی ستو لایا، کوئی کھجوریں اور کوئی پنیر لایا۔ اور سب نے اکٹھے مل کر کھانا کھالیا۔ یہ ولیمہ تھا حضرت صفیہؓ کا۔ جو مالدار ترین خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

آپ چاہتے تو مال خرچ کرسکتے تھے کیونکہ مسلمانوں کو غزوہ خیبر سے مال غنیمت بھی ملا تھا۔ لیکن آپ نے یہ ولیمہ انتہائی سادہ کیا۔ اور پھر خود بھی کھانا نہیں کھلایا۔ صحابہ اپنا کھانا خود لائے، صرف مل کر کھایا۔ آج کل کی زبان میں ون ڈش انتہائی سادگی سے کرلی گئی۔ اصل مقصد تھا نکاح کی خوشی میں ایک کھانا وہ مقصد

1 سورۃ البقرۃ: ۲۸۶

2 صحیح مسلم: کتاب النکاح، حدیث نمبر: ۱۳۶۵

حاصل کر لیا گیا۔

9. حق مہر کے حوالے سے ایک اور آسانی دی گئی ہے کہ اگر مرد فوری ادائیگی نہیں کر سکتا، تو بعد میں ادائیگی کر دے لوگوں نے اسے حق مہر نہ دینے کا بہانہ بنالیا۔ جو کہ اصل میں ایک سہولت تھی۔ جو مرد کو دی گئی تھی۔

10. شادی کے موقعہ پر میک اپ، دلہن کے لباس، زیورات پر لاکھوں کا خرچ کیا جاتا ہے یہ سب کچھ اسراف کی مُد میں آتا ہے اور اسراف کرنے والے شیطان کے بھائی ہوتے ہیں سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾[1]

11. ولیمہ کے موقعہ پر تمام دوست احباب کو بلانا شریعت کا تقاضا نہیں۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ مالدار صحابہ میں شامل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنی شادی میں بھی نہیں بلاتے ہیں۔ آپ ان سے خود پوچھتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ میں نے شادی کر لی ہے۔ اسی طرح حضرت صفیہؓ کے ولیمہ پر جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے آپ نے اپنی ازواج۔ اپنی بیٹیوں کو نہیں بلایا۔ بلکہ سفر سے واپسی پر دوران سفر ہی ولیمہ کر لیا۔

کیا ان تمام باتوں میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے کوئی نصیحت ہے؟

[1] بنی اسرائیل: ۲۷

جائزہ

1. نکاح کو سادہ اور آسان بنایا جائے۔
2. نکاح کا مقصد نصف ایمان کی تکمیل ہونا چاہیے اور سنت نبوی سمجھتے ہوئے عبادت کے طور پر نکاح کیا جائے۔
3. نکاح سے متعلقہ تمام لغویات اور خرافات کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔
4. نکاح کے سلسلے میں رشتے کے انتخاب کے لیے دین داری کو ترجیح دی جائے۔
5. نکاح کے موقع پر خطبہ نکاح کا اہتمام کیا جائے اور اس کے لیے خصوصی انتظامات کیے جائیں۔
6. نکاح مساجد میں کیا جائے۔
7. نکاح کے موقعے پر صرف ایک کھانے کا اہتمام ہو اور وہ بھی ولیمہ کے روز جس میں تمام دوستوں اور عزیز و اقارب کو بلایا جائے۔
8. ولیمہ استطاعت کے مطابق کیا جائے اس کا مقصد ریاکاری یا مال کی نمود و نمائش نہ ہو۔
9. مہر لڑکے کی استطاعت کے مطابق رکھا جائے اور جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔
10. جہیز کی ظالمانہ رسم کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔

11. نکاح کے موقع پر مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا جائے۔
12. میاں بیوی میں ہونے والے جھگڑوں کے اسباب پر غور کیا جائے اور لڑائی جھگڑے کو شیطانی چال سمجھتے ہوئے اس سے بچاؤ کے اقدامات کیے جائیں۔
13. میاں / بیوی شادی سے قبل اپنے فرائض سے خوب آگاہی حاصل کریں تاکہ طلاق کی شرح میں کمی آئے۔
14. نکاح کے موقع پر ریاکاری، نمود و نمائش اور اسراف سے حتی الامکان بچنے کا پختہ عہد کریں۔
15. طلاق کے مسنون طریقے کو اختیار کیا جائے۔

معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری باتیں

یاد رکھیں!

تبدیلی کا آغاز ہمیشہ سوچ کے بدلنے سے ہوتا ہے اور جب یہی سوچ پختہ ہو جاتی ہے تو یقین بنتا ہے۔ جو کہ ایمانی قوت کا نام ہے۔ جتنا یقین مضبوط ہوگا اتنی جلدی عمل بدلے گا اور جب آپ کے اعمال بدلیں گے تو آپ کی زندگی بدلے گی۔ اور یہی تبدیلی معاشرے میں انقلاب کا باعث بنے گی۔ سب سے پہلے آپ کے عمل سے آپ کے اپنے گھر والے متاثر ہوں گے۔ آپ کا خاندان بدلے گا۔ آپ کی نسلیں بدلیں گی اور اس طرح معاشرہ بدلے گا۔ اجتماعی تبدیلی کے لیے انفرادی تبدیلی سے آغاز کریں پہلا قدم آپ کو ہی اٹھانا ہوگا۔

اس سلسلے میں قرآن کے اس حکم پر عمل کریں اور داعی اعظم کے مشن کو لے کر طاغوت پر چھا جائیں اور باطل کو مٹا ڈالیں۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہو کہ تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“[1]

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک

1 سورۃ آل عمران:۱۱۰

کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ کامیابی پانے والے ہیں۔"[1]

معاشرے میں پھیلی برائیوں کے سدِّباب کے لیے آگے بڑھیں۔

مگر یاد رکھیں اس راہ میں آزمائشیں آئیں گی۔ اپنوں کی ناراضگیاں اور غیروں کے طعنے سہنے پڑیں گے۔ مگر اپنے کردار کو مضبوط رکھیں۔ ان شاء اللہ، اللہ کی مدد ضرور آئے گی۔ اور یہ اس کا وعدہ ہے۔ وہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا۔

(اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ اس کتاب کو پڑھیں اور مزید لوگوں کو پڑھنے کے لیے دیں۔)

جزاک اللہ خیرا

[1] سورۃ آل عمران:۱۰۴

1. تعلیم دین کورس (ڈیڑھ سالہ)

اس کورس میں تجوید، قرآن کا ترجمہ و تفسیر، حدیث، گرائمر، عقیدہ توحید اور سیرت کا تفصیلی مطالعہ شامل ہے۔

2. تعلیم دین کورس (2 سالہ)

خواتین کے لیے قلیل مدت میں قرآن و حدیث کا جامع نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

3. تعلیم دین کورس (3 سالہ)

ہفتہ میں دو دن دو گھنٹے میں قرآن مجید کا تفصیلی مطالعہ کروایا جاتا ہے۔

4. تحفیظ القرآن کورس

تجوید اور حفظ القرآن کی کلاسز روزانہ ہوتی ہیں

5. Little Angels

3 تا 10 سال کی عمر کے بچوں کے لیے تربیتی کلاسز کا آغاز کیا ہے۔

جس کا مقصد ننھے بچوں کے ذہنوں میں 'معرفت الٰہی اور حبِّ رسول پیدا کرنا ہے جس سے ان کی کردار سازی کی جاسکے۔

6. **سمر کیمپ:** سکول و کالجز کی طالبات کو گرمیوں کی چھٹیوں میں قرآن و حدیث سے ماخوذ نصاب کی مدد سے دین کے بنیادی ارکان و آداب زندگی سے روشناس کروایا جاتا ہے۔

7. **ماہانہ درس:** کے ذریعے طالبات کی ماؤں اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی خواتین کو دینی احکامات سے روشناس کروایا جاتا ہے۔

8. انگلش کلاس: لڑکیوں کے لیے پروجیکٹر پر انگلش میں کلاس ہر اتوار بعد نمازِ عصر

9. میرج بیورو: اسلامک میرج بیورو کے تحت مناسب رشتے بھی کروائے جاتے ہیں۔

اسلامک انسٹیٹیوٹ کے زیرِ اہتمام مختلف برانچز میں جاری کورسز

کورس کا نام	نصاب	اوقات / ایام	برانچ
تعلیم دین کورس (ڈیڑھ سالہ)	قرآن وحدیث، تجوید، سیرت، گرائمر، عقیدہ، تربیت	8:00 تا 1:00 روانہ	گارڈن ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، فیصل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن
تعلیم کورس (2 سالہ)	قرآن وحدیث اربعین نووی	8:00 تا 11:00 روانہ	واپڈا ٹاؤن
فہم دین کورس (3 سالہ)	قرآن و تجوید	منگل، جمعرات، ہفتہ 10:00 تا 12:30	واپڈا ٹاؤن
حفظ وناظرہ	روز مرہ کی دعائیں و تحفیظ قرآن	8:00 تا 2:00	گارڈن ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن، فیصل ٹاؤن

فہم دین کورس (مردوں کے لیے)	قرآن وحدیث تجوید و گرائمر	مغرب تا عشاء روزانہ	گارڈن ٹاؤن، واپڈا ٹاؤن
فہم دین کورس (شام کلاسز)	قرآن وحدیث	4:00 تا 5:00 روزانہ	واپڈا ٹاؤن اقبال ٹاؤن
Little Angels	عقیدہ توحید، رسالت، آخرت، دعائیں اور نماز	ہر ہفتہ 10:00 تا 1:00	گارڈن ٹاؤن
قرآن و گرائمر کلاس		10:00 تا 12:300 پیر تا جمعرات	فیصل ٹاؤن برانچ
ماہانہ درس تعلیمات قرآن وحدیث	مہینے کا پہلا پیر دوسرا ہفتہ دوسرا منگل آخری بدھ	عصر تا مغرب عصر تا مغرب عصر تا مغرب عصر تا مغرب	گارڈن ٹاؤن واپڈا ٹاؤن اقبال ٹاؤن فیصل ٹاؤن
اسلامک میرج بیورو	مہینے کا پہلا ہفتہ دوسرا + تیسرا ہفتہ آخری ہفتہ	10:00 تا 12:00 10:00 تا 12:00 10:00 تا 12:00	اقبال ٹاؤن گارڈن ٹاؤن واپڈا ٹاؤن

نمایاں خصوصیات

جدید دنیا کے معروضی حالات میں اسلام کا scientific & logical مطالعہ

شریعت اسلامیہ کی برتری مغربی افکار کے تقابل میں بہترین علمی معیار

☆سمسٹر سسٹم

- قابل ترین اساتذہ خواتین سٹاف
- آڈیو ویڈیو کانفرنسنگ
- Purpose built Campuses
- فرنشڈ اینڈ ائیر کنڈیشنڈ کلاس روم
- Pick and Drop کی سہولت

کمپیوٹر لیب

وسیع ترین لائبریری

Co-curricular

نوٹ: ترجمہ قرآن روزانہ (مغرب سے عشاء)

درج ذیل لنک پر آن لائن بھی سنی جاسکتی ہیں۔

www.wiziq.com/islamicinstitute

فتویٰ کے لیے (محدث فتویٰ) urdufatwa.com

اردو میں (Duscussion) کے لیے (محدث فورم)

kitabosunnat.com/forum

اردو کتب کی سب سے بڑی آن لائن لائبریری کے لیے kitabosunnat.com

نوجوانوں (youth) کے لیے انگلش (Discussion) فورم

islamicbrothers.org اور islamicbrothers/Facebook

برانچز

گارڈن ٹاؤن (مین برانچ 91۔بابر بلاک گارڈن ٹاؤن، لاہور فون نمبر:35837339،

35852591

واپڈا ٹاؤن برانچ:III-110D واپڈا ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر:35182245

فیصل ٹاؤن برانچ:D-280 فیصل ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر:35202047

علامہ اقبال ٹاؤن برانچ:161 گلشن بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون نمبر:0321-4150692

سینٹرز: اقبال ٹاؤن میں سبزہ ذار، جمیل ٹاؤن، راوی بلاک، جوہر ٹاؤن

آصف بلاک، زینت بلاک، ہنزہ بلاک، یمنیٰ سینٹر

امتیازات

۱۔ PH.D . / M.Phil ڈگری یافتہ اوراسلامک انسٹیٹیوٹ کی تربیت یافتہ خواتین اساتذہ

2۔ لاہور شہر کے دل گارڈن ٹاؤن کے خوبصورت اور شاداب علاقہ (برکت مارکیٹ سے متصل) سہ منزلہ ایئر کنڈیشن کیمپس

۳۔ اعلیٰ اور جدید ترین ٹیکنالوجی Mutlimedia & Video Conferencing سے مزین کلاس رومز۔

۴۔ اعلیٰ تحقیق ومطالعہ کے لیے عظیم الشان لائبریری جس میں ایک لاکھ سے زیادہ ذخیرہ کتب موجود ہے۔

۵۔ علاوہ ازیں وسیع تر علمی مواد عالمی شاندار ویب سائٹس سے حاصل کیا جاسکتا ہے جس کے لیے کمپیوٹر ٹریننگ بھی دی جائے گی۔

۶۔ M.A (اسلامیات) کا دوسالہ کورس چار سمسٹر میں تکمیل پذیر ہوگا۔

۷۔ تعلیمی وظائف کے لیے عربی اور انگریزی زبانوں کے خصوصی کورسز کا بہترین انتظام ہے جو تعلیمی وظائف کے لیے لازمی شرط کے ہمراہ اہم اعزاز (Honor) بھی ہوگا۔

۸۔ نیک سیرت، محنتی اور ذہین طالبات کے لیے تعلیمی فیس میں خاص رعایت۔ انہی طالبات میں سے تعلیمی وظائف کے لیے انتخاب ہوگا۔

۹۔ داخلہ ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا جس میں کسی بھی منظور شدہ یونیورسٹی یا HEC کے تسلیم شدہ Discipline سے B.A کے مساوی ڈگری لازمی ہے۔

یاد رکھیں!

خوشیاں دینے والا رب کبھی خوشیاں منانے سے نہیں روکتا!

اجتماعی کھانے............ ڈنر پارٹیاں.......... رنگ برنگے ملبوسات

.......زیورات............. سجنا سنورنا...................

خوشیاں منانا................ سیر کرنا............

یہ سب ٹھیک ہے!

جب تک ہم اللہ کے احکامات کو ساتھ لے کر چلیں۔

رنگوں اور خوشبوؤں کے درمیان........

خوشیاں اور کامیابیاں پا کر..............

اپنی تقریبات اور تفریحات میں..........

ہر وقت ہر جگہ............

بس اتنی سی بات ضرور یاد رکھیں.......!

کہیں اللہ کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے نہ چھوٹے!

وہ تو بس ہماری خوشیوں کو اپنے تابع کر کے......

ہمیں جنت کا راہی بنانا چاہتا ہے!

بس یہی تو وہ ہم سے چاہتا ہے!

اور کیا غلط چاہتا ہے؟؟؟؟

خوشیاں دینے والا اللہ خوشیاں منانے سے تو نہیں روکتا۔

وہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی تقریبات میں، اپنے یادگار، قیمتی، خوبصورت ترین لمحات میں اسے یاد رکھیں اس کا ساتھ نہ چھوڑیں۔

اپنا دامن جھٹک کر اس کی دی ہوئی محبت کا حصار نہ توڑ دیں۔

اپنے اور اس کے درمیان قائم اس خوبصورت رشتے کا احترام کریں۔

اس کی حدود کا احترام کرنے والے ہوں...

مگر جہاں ہم اس کی حدود سے تجاوز کرنے لگتے ہیں...

اس کے ساتھ خود سری اور نافرمانی کرنے لگتے ہیں......

جہاں ہم بے وفائی کے مرتکب ہونے لگتے ہیں...

مخلوط ماحول میں زینتوں کا اظہار کرنے لگتے ہیں.......

اپنے رسم ورواج کو اللہ کے احکامات پر ترجیح دینے لگتے ہیں......

اس کی نعمتوں کو......

اس ہی کی مرضی، اس ہی کی پسند کے خلاف استعمال کرنے لگتے ہیں......

وہاں اس کی یاد اور محبت کے بجائے.........

ہمارے دل موسیقی کی لہر پر دھڑکتے ہیں.....

یہ ہم کہاں سے بہکائے جاتے ہیں؟

”پھر اصلاً ہم نے تو اس کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔“

ہم نے تو اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنالیا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سکون کا رشتہ (زوجیت) سکون کا رشتہ نہ رہے۔

بلکہ

قہر الٰہی کی ایک جھلک بن جائے اور پھر پلٹنے میں کچھ دیر ہو جائے اور وہ رب ہم سے روٹھ جائے۔

اپنے مقصد حیات کو پہچانیں

درج ذیل میں سے اپنے لیے کسی ایک مقصد حیات کا انتخاب کریں اور ☑ کا نشان لگائیں

1. خواہشات کی تکمیل............ ☐
2. گھر والوں، عزیز و اقارب کی خوشی کا حصول............ ☐
3. زیادہ سے زیادہ پیسہ جمع کرنا............ ☐
4. دنیا کی لذتوں کا حصول............ ☐
5. لوگوں کی ناراضگی سے بچنا............ ☐

جبکہ لوگ ہمارے خالق، مالک اور رازق نہیں ہیں

6. اپنی تعریف کے تذکرے سننا............ ☐
7. اللہ کی رضا اور جنت کا حصول............ ☐

خالی جگہ پُر کریں۔

اوپر دیئے گئے مقاصد میں سے کسی ایک مقصد کا انتخاب کریں اور درج ذیل خالی جگہ پُر کریں۔

میری زندگی کا مقصد صرف اور صرف .... ہے

(اگر آپ کی زندگی کا مقصد اللہ کی رضا اور جنت ہے تو آگے چلیں)

میں نے اپنے مقصدِ حیات کو پالیا............ الحمدللہ

آپ کا مقصدِ حیات آپ کا مشن ہے اور یہی عبادت ہے۔ اپنے ہر ہر کام سے پہلے سوچیں!

کیا یہ کام اللہ کی رضا کے لیے ہے؟

کیا میرے اس کام سے میرا رب مجھ سے ناراض تو نہیں ہو گا؟

کیا میں اس عمل سے جنت کے قریب تر ہو جاؤں گا؟

کیا میرا یہ عمل مجھے دوزخ کا ایندھن تو نہیں بنائے گا؟

آیئے معاشر کے فرسودہ رسم ورواج کو چیلنج کریں اور ان کا مکمل بائیکاٹ کریں۔

شادی بیاہ سے متعلقہ خرافات اور رسم ورواج جو کہ آپ کے خاندان میں رائج ہیں۔ (کم از کم تین ضرور تحریر کریں)

1۔............ 2۔............ 3۔............ 4۔............

5۔............ 6۔............ 7۔............ 8۔............

درج ذیل میں سے شعوری طور پر کسی ایک چیز کا انتخاب کریں اور ☑ کا نشان لگائیں

1۔ کیا آپ اللہ کی ناراضگی سے بچنا چاہتے ہیں............ ☐ ؟

یا پھر

2۔ لوگوں کی ناراضگی سے بچ کر اللہ کو ناراض کرنا چاہتے ہیں............ ☐ ؟

" جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا اور اپنے آپ کو خواہشات سے روکے رکھا تو اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔" (سورۃ الرحمٰن:۴۶)

وہ کون سے رسم ورواج ہیں جو کہ آپ اللہ کی رضا کے لیے اپنی زندگی سے نکالنا چاہتے ہیں۔ (کم از کم 3 خرافات اور رسومات لکھیں)

" جو شخص اپنی خواہشات کو کوشش کے ساتھ روکتا ہے تو یہی کشمکش جہاد بالنفس ہے اور اس کا بدلہ جنت ہے۔"

1۔............ 2۔............ 3۔............

4۔............ 5۔............ 6۔............

دعا کی قبولیت کے اوقات میں اخلاص نیت کے ساتھ، خلوت میں اللہ سے اپنی اصلاح اور معاشرے کی اصلاح کی خاص دعا کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے

خوشیاں دینے والا رب خوشیاں منانے سے تو نہیں روکتا۔

وہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہم اپنی تقریبات میں ، اپنے یادگار، قیمتی، خوبصورت ترین لمحات میں اسے یاد رکھیں اس کا ساتھ نہ چھوڑیں۔

اپنا دامن جھٹک کر اس کی دی ہوئی محبت کا حصار نہ توڑ دیں۔

اپنے اور اس کے درمیان قائم اس خوبصورت رشتے کا احترام کریں۔

اس کی حدود کا احترام کرنے والے ہوں...

مگر جہاں ہم اس کی حدود سے تجاوز کرنے لگتے ہیں...

اس کے ساتھ خودسری اور نافرمانی کرنے لگتے ہیں......

جہاں ہم بے وفائی کے مرتکب ہونے لگتے ہیں...

مخلوط ماحول میں زینتوں کا اظہار کرنے لگتے ہیں.......

اپنے رسم ورواج کو اللہ کے احکامات پر ترجیح دینے لگتے ہیں......

اس کی نعمتوں کو......

اس ہی کی مرضی، اس ہی کی پسند کے خلاف استعمال کرنے لگتے ہیں......

وہاں اس کی یاد اور محبت کے بجائے.........

ہمارے دل موسیقی کی لہر پر دھڑکتے ہیں.....

یہ ہم کہاں سے بہکائے جاتے ہیں؟

”پھر اصلاً ہم نے تو اس کی قدر ہی نہ کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔“

ہم نے تو اپنی خواہشات کو ہی اپنا خدا بنالیا۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سکون کا رشتہ (زوجیت) سکون کا رشتہ نہ رہے۔

بلکہ

قہر الٰہی کی ایک جھلک بن جائے اور پھر پلٹنے میں کچھ دیر ہو جائے اور وہ رب ہم سے روٹھ جائے۔